www.novelsclubb.com
چناؤ
از یسریٰ کنول

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ناولٹ چناؤ

از قلم یسریٰ کنول

قسط نمبر 1

آسمان پر سفید بادل چھائے ہوئے تھے اور ان سے نکلنے والی روشنی جیسی برف سیاہ زمین کو سفیدی میں بدل رہی تھی مری کی برف باری دیکھنے لائق ہوتی ہے گھروں کی چھتیں برف سے ڈھک جاتی ہیں ادھر سے ادھر پھرتے موٹے موٹے کوٹ پہنے لوگ پیارے گولو مولو سے بچے جنہیں ان کی ماؤں نے سر سے پیر تک ڈھکا ہوا تھا سب لوگ آتے جاتے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے لیکن بہت سے لوگوں کی نظروں کا مرکز وہ دنیا جہاں سے بے خبر شہزادہ تھا جو ایک بینچ پر بیٹھا قلم سے سفید کاغذوں کو سیاہ کرتا جا رہا تھا

ایک آسمانی برف تھی جو سیاہ زمین کو سفید کر رہی تھی اور دوسرا اس کا قلم تھا جو الٹ کام کر رہا تھا۔

وہ ڈارک براؤن اوور کوٹ پہنے بیٹھا تھا اور سر پر براجمان ہیٹ نے اس کا آدھا چہرہ چھپایا ہوا تھا وہ لکھتے لکھتے تھک گیا تو اپنے ایک ہاتھ کو پیچھے لے جا کے گردن پر رکھا اور ہلکا سا دبایا اس نے چہرے کا رخ آسمان کی طرف کیا تو ملائم سے برف کے گالوں نے اس کے نقش و نگار کو چھوا آسمان میں موجود بادلوں نے بھی خود کی طرح سفید سے اس زمیں زاد کو دیکھا تھا کالے سیاہ بال گوری رنگت اور اس میں سردی کی وجہ سے شامل سرخی مشرقی حسن واقع قابل دید ہوتا ہے۔ وہ اپنی شہد رنگ آنکھیں بادلوں پر ٹکائے اس نرمی کو محسوس کر رہا تھا جو اس برف کے گالوں میں شامل تھی۔

اس نے آس پاس نظریں دوڑائیں تو کئی لوگ خود کو تکتے نظر آئے اس نے اپنی گود میں موجود کتاب کو دیکھا اور پھر اسے بند کر کے وہاں سے اٹھ گیا۔ لوگوں کو اس نے سرے سے نظر انداز کر دیا۔ وہ عادی تھا ان سب چیزوں کا خود پہ اٹھتی نظروں کا لیکن وہ بیزار ہو جاتا تھا مسلسل کسی کا دیکھنا ہر ایک کو پسند نہیں ہوتا۔

www.novelsclubb.com

وہ لکھاری تھا ایک بہترین لکھاری عریش خانزادہ جسے دنیا عرش کے نام سے جانتی تھی اس کی کہانیاں لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیا کرتی تھیں اور وہ.....اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا لکھنا اس کا جنون تھا لیکن اس سے آگے پیچھے کی اسے کوئی پروا نہیں تھی۔

وہ ایسا لکھاری تھا جو محبت پہ ک ئی ی صفحیں لکھ سکتا تھا لیکن محبت کر نہیں سکتا تھا۔ وہ نفرت کی کہانیوں کا ڈھیر لگا سکتا تھا لیکن عمل مشکل تھا۔ وہ جذبات کو الفاظ کا رنگ دے سکتا تھا لیکن عیاں نہیں کر سکتا تھا۔ وہ آنسؤ ں کی زبان قلم سے بیان کر سکتا تھا لیکن انہیں بہا نہیں سکتا تھا۔

اس کی ذات بہت سادہ تھی لیکن کچھ الجھی الجھی سی وہ تنہائی کا عادی تھا اکیلے رہنا پسند تھا اسے لیکن کبھی کبھی انسان تھک جاتا ہے اکیلے رہتے رہتے بھی پھر دل کرتا ہے کہ کسی ہجوم والی جگہ پہ جائیں اور جب وہاں جاتے ہیں تو لوگوں کی نگاہیں کوفت کا شکار کر دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہوتا تھا وہ خود کو کسی طرح تبدیل کرنا چاہتا تھا لیکن ایک احساس نہ مکمل ہونے کا اسے چین نہیں لینے دیتا تھا وہ اپنی زندگی کو لفظوں سے مکمل کرنے

کی کوشش کرتا تھا لیکن ادھورا پن شاید کسی اور کا منتظر تھا اور شاید دور کہیں کسی شہر میں کوئی اور اس کا بھی منتظر تھا۔

تمام عمر منتظر رہا تیرا

........یہ اور بات تھی کہ

رستہ بدل بھی سکتا تھا

یارب تیرے جہاں کے کیا حال ہوگئے

کچھ لوگ خواہشات کے دلال ہوگئے

www.novelsclubb.com

مری سے میلوں فاصلے پر اس شہر میں جسے روشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے یہاں سورج دھوپ اور گرمی کا بسیرا تھا وہاں برف باری نے موسم کو حسین بنا رکھا تھا تو یہاں گرمی انسانوں کے جسم کو بھی ختم کرنے پر تلی تھی۔ وہ پوری رفتار سے گاڑی چلاتی ہر ایک کو پیچھے چھوڑتی جا رہی تھی وقت کی رفتار سے بے خبر وہ اپنی رفتار کو بہت زیادہ بڑھا رہی تھی یہ جانے بغیر کہ تیز بھاگنے سے انسان تھک جاتا ہے اور منہ کے بل گر بھی جاتا ہے میانہ روی ہر کام میں ضروری ہے چاہے وہ پھر زندگی کی رفتار ہی کیوں نہ ہو۔

اس کی گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے سامنے رکی اور اس نے جیسے ہی دروازہ کھول کے قدم باہر رکھے تو بہت سے لوگوں نے اسے دیکھا حسد سے رشک سے حقارت سے لیکن اس نے غرور سے ہر نگاہ کو جھکا دیا آخر وہ سیال مصطفیٰ کی بیٹی تھی جو ملک کے جانے مانے بزنس مین تھے اس کے انداز بہت شاہانہ تھے اور لباس انتہائی غیر مناسب۔ ٹاپ اور جینز پہنے بالوں کی اونچی پونی بنائے پاؤں میں ہیلز پہنے وہ نزاکت سے چلتی ہوئی آئی اور ایک ٹیبل پہ آ کے بیٹھ گئی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ایک دراز قد نوجوان جو دکھنے میں خوبصورت سا تھا وہ آ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

ہائے زر کیسی ہو"نوجوان نے اس سے پوچھا۔"

ایم فائن ارتضیٰ تم کہاں تھے اور اتنی دیر کیوں ہوئی تمہیں آنے میں لاہور سے"اس نے" روٹھے انداز سے پوچھا۔"کچھ کام تھا ذرہ وہاں اسی لئے دیر ہو گئی ورنہ تمہیں پتا ہے میں خود بھی تم سے زیادہ وقت دور نہیں رہ سکتا"اس نے کہتے ہی اس کے ٹیبل پر موجود ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

اس بار تو ہو گیا لیکن اگلی بار تم کہیں نہیں جاؤ گے اتنے ٹائم کے لیے"اسے کسی غیر مرد" کے خود کو چھونے سے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑھا تھا۔

اوکے بے بی جو حکم آپ کا"اس لڑکے کے انداز اُف۔"

وہ دونوں کتنی دیر تک وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور پھر اٹھ کر چلے گئے جب وہ گھر پہنچی تو ہال میں قدم رکھتے ہی اسے سامنے اپنی بہن نظر آگئی جو شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

زر تم کب سدھرو گی تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ اس طرح کا لباس پہن کے باہر نہیں" جایا کرو تمہیں سیدھی زبان کیوں سمجھ نہیں آتی" وہ نرم مزاج لڑکی خاصی غصے میں لگ رہی تھی

تمہیں کس نے کہا ہے روحم کہ تم مجھے سمجھاؤ یہ میری زندگی ہے مجھے جینے دو جیسے بھی" میں جی رہی ہوں "لحاظ سے یہ لڑکی ناواقف تھی

تم ایسی کیوں ہوتی جارہی ہوں زر جن راستوں کی مسافر تم بن رہی ہو ان کی منزل بہت" بری ہے یہ راستے دیکھنے میں ہی حسین ہیں۔

یادرکھنا زرشہ سیال دکھنے میں خوبصورت تو سمندر بھی ہوتا ہے لیکن اس میں چھلانگ لگالو "تو صرف تکلیف دہ موت ہی رہ جاتی ہے باقی سارا حسن تحلیل ہو جاتا ہے

تمہاری یہ باتیں تم کسی اور کو سمجھانا میں (خود پہ شہادت کی انگلی رکھ کے کہا) میں زرشہ" سیال ہوں میرا جو دل کرے گا وہ کروں گی تمہیں کوئی حق نہیں ہے مجھ پر پابندیاں لگانے کا "اس لڑکی کو کوئی بتا ہی دیتا تمیز کسے کہتے ہیں

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے پھر زرشہ سیال جو تمہارے دل میں آتا ہے کرو جیسا مرضی لباس پہننا ہے پہنو مگر ایک بات میری بھی ذہن نشین کر لو یہ راستے دکھ درد تکلیف ذلت اور رسوائی ان سب کے علاوہ کچھ نہیں دیتے مجھے انتظار رہے گا اس دن کا جب تم میرے پاس آ کر کہوں گی کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا وہ سب سہی تھا" وہ اعتماد سے کہتی وہاں سے چلی گئ۔

"روحم سیال تمہارا انتظار، انتظار ہی رہے گا زرشہ کو کبھی تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی" وہ خود سے ہمکلام ہوتی ہنہ میں سر جھٹکتی اپنے کمرے میں چلی گئ۔

انا پرستی میں ڈوبے لوگ اکثر بھول جاتے ہیں کہ انائیں ٹوٹ بھی جاتی ہیں اور غرور خاک میں بھی مل سکتا ہے۔انائیں جب ٹوٹتی ہیں تو اکیلے نہیں ٹوٹتیں وہ انسان کو بھی توڑ دیتی ہیں۔فرعون کو غرور تھا اپنی طاقت پہ اسے دریا نے خود میں سما لیا۔قارون کو غرور تھا جس خزانے پہ وہ اس کی جان کا وبال بن گیا۔شداد کو اپنی جنت پہ غرور تھا تو خدا نے اس کا دیکھنا ہی اس کے نصیب میں نہیں لکھا۔یوں ملتے ہیں غرور مٹی میں۔

جاری ہے ---------------------------

www.novelsclubb.com

ناولٹ_چناؤ #

از_قلم_یسریٰ_کنول#

قسط_نمبر_2#

وہ جب گھر پہنچا تو سب اسی کا انتظار کر رہے تھے سب گھر والے کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے سر براہی کرسی پر ابراہیم بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ دائیں طرف کی کرسی پر لبنان اور بائیں طرف حاجرہ بیٹھی تھیں اس نے سب سے مشترکہ سلام کیا اور لبنان کے ساتھ والی کرسی پر جا کے بیٹھ گیا۔

کہاں غائب تھے عریش "ابراہیم صاحب کی بات پر اس نے ان کی طرف دیکھا"

" کہیں نہیں پاپا بس ایسے ہی باہر گیا تھا گھر پر بیٹھے بیٹھے بور ہو گیا تھا"

ارے واہ میرے کانوں کو کچھ غلط سننے کو ملا ہے کیا عریش خانزادہ بھی گھر پہ بیٹھ کے بور " ہو رہے ہیں "لبنان کی ایکٹنگ عروج پر تھی۔اس کی بات پہ عریش نے بیزاریت سے نظریں گھمائیں

ویسے آج کل کیا لکھ رہے ہیں رائٹر صاحب "لبنان نے پوچھا"

میں ابھی ایک نئی کتاب لکھ رہا ہوں جس کا موضوع عشق مجازی ہے "عریش نے" سنجیدگی سے بتایا

عشق مجازی ____ موضوع تو بہت اچھا اور دلچسپ سا ہے انتظار رہے گا ہمیں بھی چلیں" پھر کھانا شروع کریں "ابراہیم صاحب نے تبصرہ کیا۔ان سب نے کھانا تناول کیا اور سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے

ابراہیم صاحب اپنی فیملی کے ساتھ مری میں رہتے تھے ان کے دو بیٹے تھے عریش اور لبنان۔ عریش نے ایم اے انگلش کیا تھا لیکن اسے اردو میں بھی بہت دلچسپی تھی اسی لیے اس نے رائیٹر بننے کو ترجیح دی۔ لبنان یونیورسٹی کے فرسٹ ائیر میں تھا عریش کے برعکس وہ شوق اور زندہ دل لڑکا تھا۔

www.novelsclubb.com

_ _

رات کے اندھیرے نے مری کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کیا تو لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا چاند کی ہلکی ہلکی روشنی نے اندھیروں کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بادلوں کی آنکھ مچولی کی وجہ سے وہ اندھیروں کو دور کرنے میں ناکام تھی۔رات کا وقت، خون کو جما دینے والی سردی، ہلکی ہلکی برفباری کی آمد، جسم کو ٹھٹھرا دینے والی ہوائیں یں مری تو پھر مری تھا۔چاند کی روشنی اندھیروں کو چیرتی ہوئی اس کی کھڑکی تک پہنچی اور اندر داخل ہوگئی اندر وہ کرسی پر بیٹھا ایک ہاتھ میں قلم تھامے دوسرے سے کافی کا کپ پکڑے پھر سے اپنے جذبات واحساسات کو لفظوں کا رنگ دینے میں مصروف تھا اگر تم ان کاغذ کے پنوں پہ نگاہوں کو دوڑاؤ تو وہاں کچھ اس طرح سے لفظ لکھے تھے

"ابنِ آدم اور بنتِ حوا ایک دوسرے سے وہ محبت کر بیٹھتے ہیں جو ناجائز ہوتی ہے وہ محبت بعض اوقات عشق میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر عشق مجازی بن جاتی ہے۔انسانوں کے مزاج میں ایک بات شامل ہے کہ وہ بدلتے رہتے ہیں پھر کیسے وہ ایک شخص پہ اکتفا کر لیتے ہیں؟ کچھ کرتے ہیں کچھ نہیں کرتے۔کیا ملتا ہے عشق مجازی سے صرف دنیا؟! دنیا نے تو ایک دن ختم ہو جانا ہے اس کا زوال، عروج سے ہی لکھا گیا تھا۔عشق مجازی محبت کا نہیں عزت نفس کو مارنے کا دوسرا نام ہے جس شخص کے پاس اس کی عزت نفس نہیں رہتی پھر

کیا فائدہ کسی چیز کا پھر چاہے قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ مل جائے وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

انسان کے بہت سے مزاج اسے برباد کر دیتے ہیں کہیں کا نہیں چھوڑتے اور مجازی عشق

"ان میں سرفہرست آتا ہے

چاند کی چاندنی، وہ قلم جس سے وہ لکھ رہا تھا، وہ کاغذ جس پر وہ لکھ رہا تھا، وہ ہوائیں جو اس کے لفظوں کو محسوس کر رہی تھی، آس پاس موجود چیزیں جو اس کے الفاظوں کو دیکھ رہی تھی، وہ سب اپنی اپنی جگھوں پر منجمند ہو گئی تھیں سب ٹھہر گئی تھیں۔ کوئی ابنِ آدم ایسا بھی ہوتا ہے کیا؟ کوئی اس طرح سے بھی حقیقت بیان کرتا ہے؟ ہاں وہ شخص جسے لوگ عریش خانزادہ کے نام سے جانتے تھے

عشق سے خلوت میں کہنا

بنتِ ہوا پہ ہاتھ ذرہ ہلکا رکھے

www.novelsclubb.com

— —

— — — —

خاموشیوں کو جو تیری خاطر میں نہ لائے

ایسے شخص پہ الفاظ کو ضائع نہیں کرتے

مری کی سرد ہواؤں کو چھوڑ کر اس ساحر کے لفظوں کے سحر سے نکل کر کراچی واپس لوٹ آؤ تو یہاں پر موسم دن کی نسبت رات میں کچھ بہتر تھا۔ وہ کمرے میں موجود جائے نماز کو تہہ لگا رہی تھی غالباً اس نے ابھی نماز مکمل کی تھی۔ جائے نماز کو اس نے شیلف کے اوپر رکھ دیا اور اس کے اندر سے ایک کتاب نکال لی جس پہ بڑے بڑے حروف میں درج تھا" چناؤ از عریش خانزادہ"

وہ کتابوں کی شوقین لڑکی تھی۔ کتابی دنیا میں رہنے والی تلخ حقیقتوں کو پہچاننے والی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے والے خوابوں کی دنیا میں جی رہے ہوتے ہیں وہ بہت غلط کہتے ہیں۔ کتابیں ہی تو حقیقت سے روشناس کرواتی ہیں۔ کتابیں ہی تو حقیقت کا سامنا کرنا سکھاتی ہیں۔ کتابیں پڑھنے والے خوابوں میں رہنے والے نہیں بلکہ حقیقت پسند ہوتے

ہیں جیسے روحم سیال مصطفیٰ تھی حقیقت سے مانوس لڑکی۔اس کا پسندیدہ رائٹر تھا عریش خانزادہ حقیقت کو بیان کرنے کا ہنر رکھنے والا اور اس کی پسندیدہ کتاب تھی چناؤ۔

وہ اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے کب نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔اس کی آنکھ بیل کی آواز سے کھلی شاید کوئی بیل پہ ہاتھ رکھ کے ہٹانا بھول گیا تھا اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے اسے زر کھڑی دکھائی دی جو غالباً کسی پارٹی سے آرہی تھی تیز میک اپ بے باک لباس روحم کا دل کیا سامنے کھڑی اپنی بہن کا منہ توڑ دے۔

کہاں سے آرہی ہو زر "اس نے لہجے کو وہ حت المکان نارمل رکھنے کی کوشش کی"

تم سے مطلب "زر نے بیزاریت سے کہا"

ہاں ہے مجھ سے مطلب بڑی بہن ہوں تمہاری ماما بابا گھر پر نہیں ہے تو میرا کام ہے تم سے پوچھنا کہ تم کہاں آجا رہی ہو "اس نے بھی لہجے کو سخت کر لیا

"تم اپنے کام سے کام رکھو روح مجھے تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دینا"

تمہیں دینا پڑے گا ورنہ تمہیں ابھی اندازہ نہیں ہے میں تم پہ کیسی کیسی پابندیاں لگا سکتی ہوں "اس نے سکون سے کہا لیکن اس کے لہجے میں کچھ تھا جو زرشہ کو ٹھٹھکا گیا

اچھا ذرہ مجھے بھی تو بتاؤ لوگوں سے بات تو تم سے کی نہیں جاتی اور بڑی بڑی باتیں بنا رہی "
"ہو

زر میری بات سنو میں تمہاری بہن ہوں تمہارا برا نہیں چاہو نگی تم اپنی زندگی کو خراب "
کر لو گی۔ منزل سے بڑھ کر راستے ہوتے ہیں تم اگر غلط راستے کا چناؤ کرو گی تو میرا کام ہے
تمہاری اصلاح کرنا۔ ان راستوں سے تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا وقتی خوشی اور لطف
"ضرور ملتا ہے لیکن باقی ساری زندگی عذاب بن جاتی ہے

روحم نے پیار سے اپنے ازلی نرم انداز میں اسے سمجھایا جس کے چہرے سے پتہ چل رہا تھا
کہ اس کے سر کے اوپر سے یہ باتیں گزر رہی تھیں۔ نہ جانے کون سا خدا واسطے کا بیر تھا زر
کو روحم سے۔

تمھارا ہو گیا" زر نے نظریں گھما کر کہا اور اپنے کمرے کا رخ کر گئی روحم وہیں "
کھڑی اس پہ افسوس کرتی رہ گئی

جاری ہے _

ناولٹ_چناؤ#

از_قلم_یسریٰ_کنول#

قسط_نمبر_3#

آسمان نے خود کو سیاہ سے نیلگوں رنگ میں لانا شروع کر دیا ہلکی نیلی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی نماز فجر کا وقت تھا اور اذان کی آواز سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن نیند میں ڈوبے لوگ کیا جانے اس وقت کا لطف کیا ہوتا ہے؟ خود کی ذات کو، اپنی ذات کے سکون کو ایک طرف رکھ کر خدا کے سامنے جھکنے کا مزہ کیسا ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

اس لطف سے وہی لوگ واقف ہوتے ہیں جو اللہ کی پکار پر جایا کرتے ہیں۔ جن کے لیے ہر چیز بعد میں اللہ کی ذات پہلے ہوتی ہے۔ وہ بھی اذان کی آواز پہ اٹھ گئی تھی اور نماز ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھی۔ قرآن پڑھ لینے کے بعد وہ شیلف سے اپنی پسندیدہ کتاب لیے گارڈن میں چلی آئی۔

روحم کو اس وقت کتابیں پڑھنا بہت اچھا لگتا تھا اس نے کتاب کے سرِ ورق پر اپنا ہاتھ پھیرا اس کی آنکھوں میں کسی چیز کی یا پھر کسی انسان کی حسرت تھی۔ روحم سیال مصطفیٰ عریش خانزادہ کے لفظوں کی قید سے کبھی نہیں نکل پائی تھی۔ وہ واقف تھی خود سے اپنے دل میں پنپتے جذبات سے، دل کی گہرائیوں میں موجود عریش خانزادہ کی محبت سے۔ ہاں یہ سچ تھا کہ اسے عریش سے محبت تھی۔ اس کے لکھے گئے لفظوں سے لیکن اس نے کبھی اپنے جذبات کو فروغ نہیں دیا تھا۔

کسی سے محبت کرنا یا نہ کرنا آپ کے بس میں نہیں ہوتا۔ اس چیز میں آپ کے پاس چوائس نہیں ہوتی۔ لیکن محبت کو دبا لینا یا اسے بڑھا لینا اس کام میں آپ کے پاس چناؤ ہوتا ہے۔ اچھی لڑکیوں کو بھی محبت ہو جاتی ہے اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اب اچھی نہیں رہیں۔ وہ تب اچھی نہیں رہتیں جب وہ کسی نامحرم سے رابطہ کریں ان سے تعلق رکھیں یا کوئی بھی ایسا کام جس کی ہمیں ممانعت کی گئی ہے۔ روحم سیال نے بھی خود کی محبت کو پاکیزہ رکھا ہوا تھا وہ اسے چاہتی ضرور تھی مگر اس بات کو کبھی زبان سے کہنا بھی پسند نہیں کیا تھا وہ سامنے والے کی شخصیت سے بھی واقف تھی۔ اس کی کتاب چناؤ اس بات کا چلتا پھرتا ثبوت تھی کہ وہ عشق مجازی کو اچھا نہیں سمجھتا۔

www.novelsclubb.com

لپٹا ہے میرے دل سے کسی راز کی صورت

وہ شخص جسے میرا ہونا بھی نہیں ہے

اس نے کتاب کو کھولا اور کئی دفعہ پڑھی گئی کتاب کو ایک بار پھر سے پڑھنا شروع کیا۔

ایک بار پھر سے ارد گرد کی چیزوں کی حرکت تھمی تھی لفظوں کا سحر بکھرنے لگا تھا۔ ہر سماعت نے انہیں سننے کی خواہش ظاہر کی، ہر آنکھ نے انہیں دیکھنا چاہا، ہر دل نے انہیں خود میں سمانا چاہا وہ الفاظ جو ساحر کے قلم سے کتابوں میں قید ہوئے تھے وہ کچھ یوں تھے

www.novelsclubb.com

انسانوں کا ایک المیہ ہے کہ وہ اگر کسی سے محبت کر لیں تو بس اسی کے ہو کے رہ جاتے" ہیں اور آگے پیچھے کی ہر چیز کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ایسی بھی کیا محبت ایک شخص کے لیے سب کچھ چھوڑ دو، ہر رشتے کو نظر انداز کر دو۔ ایسی محبتیں کبھی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ محبت ہوتی کیا ہے آخر؟ کسی کا پسند آنا، کسی سے رابطے میں رہنا، کسی کو سوچتے رہنا، کسی کا

بن کے رہنا، کسی کا پیارا لگنا! بس۔ محبت یہ نہیں ہوتی یہ سب دنیاوی لذتیں ہیں دنیا کی عارضی خوشیاں۔انسان بھی کیسی عجیب مخلوق ہے آخرت کی آسائشیں جو کہ ہمشگی والی ہے انہیں چھوڑ کر دنیا کا چناؤ کرتا ہے۔ آپ کو اگر کوئی آگ اور پانی، زہر اور شہد، ان میں سے کچھ چننے کا کہے تو کیا چنیں گے ؟ کیا آگ اور زہر ؟ نہیں کوئی نہیں چنے گا۔ پانی اور شہد یہ سب چنے گے۔ تو پھر آخرت کی آگ کا چناؤ لوگ کیسے کرتے ہیں۔ دنیا کی ذرا سی زندگی کے لیے ہم کیا کچھ گنواتے جاتے ہیں۔انسان کے پاس عقل ہے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے پھر کیسے وہ یہ بیو قوفانہ کام کرتا ہے؟ میری یہ کتاب "چناؤ" آپ کو بہت سی چیزوں کے درمیان فرق بتائے گی اب یہ آپ پر منحصر کرتا ہے کہ آپ خود کو کتنا بدلتے ہیں"۔

سحر کم ہونے لگا تھا چیزوں میں اور روحم کے وجود میں حرکت پیدا ہوئی تھی اس نے کتاب کو بند کیا اور ناشتہ بنانے چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

روحم زرشہ اور قدیر سیال مصطفی کے تین بچے تھے سب سے بڑا قدیر جو لندن میں رہتا تھا۔اس سے چھوٹی روحم اور سب سے چھوٹی ذرشہ۔روحم ڈاکٹر تھی اور قدیر لندن میں

بزنس سیٹل کیے ہوئے تھا۔زرشہ یونی کی سیکنڈ ایئر میں تھی۔سیال مصطفی اپنی بیوی حائمہ کے ساتھ اسلام آباد گئے ہوئے تھے بزنس کے سلسلے میں۔

وہ لاؤنج میں لگے صوفوں میں سے بڑے صوفے پر بیٹھا تھا۔سامنے ٹیبل پر کینچی کی صورت میں پاؤں رکھے ہوئے تھے دیوار پر لگی بڑی سی ایل ای ڈی پہ کوئی پروگرام چل رہا تھا جس کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی لیکن وہ اس آواز سے بے خبر اپنی ہی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔وہ بہت سی کتابیں پہلے بھی لکھ چکا تھا لیکن جو اب لکھ رہا تھا وہ دوسری کتابوں سے قدرے مختلف تھی ایک چناؤ ایسی کتاب تھی جو اس کی ابھی لکھی جانے والی کتاب عشق مجازی سے ریلیٹ کرتی تھی۔وہ اپنی کتاب کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ کوئی وجود دھم سے اس کے ساتھ صوفے پہ آ کے بیٹھا اور اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ

گیا۔ عریش نے گردن گھما کر دیکھا تو لبنان دانت نکالے خود کی طرف دیکھتا ہوا ملا۔ ایل ای ڈی کی آواز سے تنگ آ کر اس نے ریموٹ اٹھایا اور اسے بند کر دیا۔

ارے یہ کیا کیا میں شو دیکھنے ہی تو آیا تھا یہاں ورنہ مجھے خلائی مخلوق کے ساتھ بیٹھنے کا کوئی شوق نہیں ہے" لبنان نے پہلے حیرت اور پھر نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھ کر کہا

سیریسلی لبنان! پھر تم خود کے ساتھ کیسے رہ لیتے ہو جہاں تک میرا خیال ہے اس پلانٹ" کی مخلوق تو تم بھی نہیں ہوں" عریش بھی ادھار رکھنے والوں میں سے نہیں تھا

ہاں تو ایک کام کریں نہ خلائی مخلوق کے بارے میں اتنا تجربہ ہے آپ کو ایک کتاب ان پہ" بھی لکھ لیں" اس نے بھی بھرپور چڑایا

نہیں، ابھی میرا تجربہ مکمل نہیں ہوا کچھ ایکسپیریمنٹ تم پہ کر لوں پھر اس بارے میں" سوچوں گا" عرش بھی موڈ میں تھا آج تو۔

کن ایکسپیریمنٹس کے بارے میں بات ہو رہی ہے؟" لاؤنج میں داخل ہوتے غازیان" نے کہا۔ غازیان عریش کا سب سے اچھا دوست تھا اور بالکل ان کی فیملی کی طرح تھا۔

کچھ خاص نہیں عرش بھیا اپنے بارے میں کتاب لکھنے کا سوچ رہے ہیں بس" لبنان نے انتہائی سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کہی

واقعی عرش یہ تو بہت اچھا ہو گا تم اپنا لائف ٹائم ایکسپیرینس اور باقی سب باتیں بھی اس" میں لکھنا" عرش نے بیزارگی سے اسے بیوقوف بنتے دیکھا

ہاہاہاہاہا____لبنان کا جناتی قہقہ گونجا

"بھائی آپ بھی نہ قسم سے بہت ہی معصوم ہیں"

معصوم کا تو پتا نہیں فی الحال یہ بے وقوف ہے اور معصوم کا لفظ تو اس کے لیے بنا بھی نہیں" ہے" عرش نے لبنان کی بات کا جواب دیا اور سر سے پاؤں تک غازیان کو دیکھا

تم دونوں بھائی تمیز سے بات نہیں کر سکتے ایک پاگل دوسرا اس سے بھی بڑا پاگل" پہلے" لبنان اور پھر عریش کو دیکھتے کہا

www.novelsclubb.com

دیکھیں بھائی اگر میں سدھر گیا تو دنیا میں طوفان آجائے گا اس لئے میں تو ایسے ہی ٹھیک" "ہوں آپ عرش بھیا سے کہیں وہ ایلین جیسا بننا چھوڑ دیں

_ _ _ _ _لبنان کے شوشے

تم سناؤ غازی کیسے آنا ہوا؟" عرش نے اس کے شوشوں کو نظرانداز کیا"

"ایسے ہی بس دل کیا تو سوچا آجاؤں آنٹی انکل کہاں ہیں؟"

"ماما پاپا کسی کام سے گئے ہیں کچھ دیر میں آجائیں گے"

عریش چلو تمہارے روم میں تم سے کچھ ڈسکس کرنا ہے" غازیان کے چہرے پر موجود" تاثرات کو دیکھتے ہوئے اسے کچھ ٹھیک نہیں لگا۔

ٹھیک ہے چلو" اس نے حامی بھر لی وہ دونوں لبنان کو پروگرام میں مصروف دیکھ کر" وہاں سے عریش کے روم میں آ گئے۔

اب تم بولنا شروع کرو گے یا میں سناؤں" غازیان نے دوٹوک انداز میں کہا"

کیا بولنا شروع کروں" اس نے حیرت سے پوچھا"

www.novelsclubb.com

زیادہ بنو مت عریش تمہارے چہرے سے پتہ لگ رہا ہے کہ تم پریشان ہو الجھے الجھے سے" ہو تمہارے چہرے پہ موجود مسکراہٹ بھی زبردستی کی ہے۔ گیارہ سالوں سے ساتھ ہوں تمہارے تمہیں کیا لگتا ہے کہ اب بھی تمہیں پہچان نہیں سکا" غازیان بولنے پہ آیا تو بنا

بریک پر پاؤں رکھے شروع ہو گیا۔دوسری طرف عریش سپاٹ نگاہوں سے بس اسے گھورے گیا۔

اب کچھ بولو گے بھی یار روٹھی محبوباؤں کی طرح مجھے گھورتے رہو گے "اس کی بات پہ" عریش نے ایک لمبی سانس خارج کی اور بولنے کی تیاری کرنے لگا۔

اس کے پاس جیسے کچھ کہنے کے لیے لفظ کم پڑ رہے تھے ایک لکھاری کے پاس الفاظوں کی کمی؟! مطلب کچھ بہت سیریس تھا

عریش ہم دونوں اتنے وقت سے ساتھ ہیں یار کبھی کوئی بات ایک دوسرے سے نہیں" چھپاتے پھر ایسا کیا ہے جو تم کہہ نہیں پا رہے کس بات نے تمہیں پریشان کیا ہوا ہے؟ غازیان نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے سمجھایا۔

غازی مجھے خود سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں۔میں اپنی کیفیت سے خود تنگ ہوں سب" کے ہوتے ہوئے بھی،سب کچھ ہوتے ہوئے بھی مجھے اپنا آپ تنہا لگتا ہے الفاظوں کا سہارا دے کر خود کو بہلاتا ہوں تو الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔ایسا لگتا ہے جیسے میری ذات میں کچھ نامکمل ہے میری روح مسلسل کسی کے انتظار میں ہے لیکن کس کے؟ یہ میں خود بھی نہیں

جانتا میری زندگی میں جو کچھ ہے وہ میرا اپنا چنیدہ ہے۔ میرا کیرئیر، شہر، جگہ سب لیکن اپنے کیے گئے چناؤ میں مجھے سکون نہیں مل رہا میں کیا کروں؟ آخر میں وہ بے بسی سے کہتا کھڑکی کی طرف رخ موڑ گیا۔ اس کی آواز میں دکھ، بے بسی، درد سب شامل تھا وہ جیسے اپنے ہی حال سے بیزار آیا ہوا تھا۔ آنکھوں کے کنارے نمکین پانی جمع ہونے لگا جو باہر نکلنے کو بیتاب تھا اور وہ انہیں بہا کہ اپنی مضبوطی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

"عریش تم نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائیں"

"کیا بتاتا میں غازی مجھے تو خود کو نہیں پتہ کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے "

جو باتیں تم نے کہیں اور جو کیفیت تمہاری ہے یہ صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں" اس نے بات ادھوری چھوڑی تو عریش نے ابرو اٹھائے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہوں کون سی بات؟

تمہیں اپنی زندگی میں صنفِ نازک کی ضرورت ہے عریش کیونکہ تمہارے پاس فلحال اسی ایک رشتے کی کمی ہے تم مسلسل کسی کے مل جانے کا انتظار کر رہے ہو ہے نہ؟" غازیان

کے پوچھنے پر اس کے چہرے کے تاثرات نے ہی بتادیا کہ اس کی کہی گئی ہر ایک بات ٹھیک ہے۔

چھوڑو ان باتوں کو ہمیں کل ایک فنکشن میں جانا ہے اس کی تیاری کرو" عریش نے باتوں کا رخ بدلنا چاہا تو غازیان نے بھی یہی بہتر سمجھا

"کیسا فنکشن اور ہم کیوں وہاں جا رہے ہیں"

میری بک چناؤ کے بارے میں لوگ مجھ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتے ہیں اور آنے والی" بک کے بارے میں بھی جاننا چاہتے ہیں تو بس اسی لیے فنکشن رکھا ہے ہوٹل میں" عریش نے تفصیل سے بتایا

اچھا پھر ٹھیک ہے چل لیں گے ابھی میں چلتا ہوں" غازی اس کا کندھا تھپتھپاتا وہاں سے" چلا گیا اور پیچھے وہ سوچوں کے جال میں گھرا غازی کی باتوں کو سوچنے لگا کہ کیا واقعی جو اس نے کہا وہ صحیح تھا؟۔

اک مسلسل سی جنگ ہے مجھ میں

کوئی ی مجھ سے بھی تنگ ہے مجھ میں

جاری ہے _

_ _ _

ناولٹ_چناؤ#

از_قلم_یسریٰ_کنول#

قسط_نمبر_4#

ہر طرف تیز چلتے میوزک کی آواز گونج رہی تھی لڑکے لڑکیاں بے ہنگم انداز میں ادھر سے ادھر گھوم رہے تھے کسی کے ہاتھ میں ڈرنک تھی تو کوئی کا کٹیل سے مسرور ہو رہا تھا۔یہ منظر کراچی کے ایک کلب کا تھا جس میں بار کے سامنے لگے صوفے پہ زرشہ کسی لڑکے کے ساتھ بیٹھی تھی بالوں کا اونچا جوڑا بنائے ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک لگائے شارٹ شرٹ کے ساتھ جینز پہنے وہ کہیں سے بھی مسلمان گھرانے سے تعلق رکھنے والی معلوم نہیں ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

واؤ یہاں کا تو مزا ہی الگ ہے" زرشہ نے آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے کہا"

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا یہاں آنے کا تم ہی منع کر دیتی تھیں"

میں روحم کی وجہ سے منع کرتی تھی اس کے لیکچرز بہت لمبے ہوتے ہیں مجھ سے نہیں سنے جاتے" بیزار گی ہی بیزار گی تھی

تمھاری بڑی بہن بہت اولڈ فیشن سی ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے سے بالکل میچ نہیں کرتیں" جلتی پہ تیل کا کام ہو رہا تھا

"ہاں وہ ایسی ہی ہے عجیب قسم کی خیر چھوڑو میں ابھی اسے ڈسکس کرنا نہیں چاہتی"

چلو ذرا تھوڑا ڈانس ہی کر لیتے ہیں ہم کیا یہاں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں" بے باکی کی انتہا تھی

www.novelsclubb.com

ہمم ٹھیک ہے چلو" وہ کہہ کہ وہاں سے اٹھ گ ئی ی۔"

وہ ایک نا محرم غیر مرد کے ساتھ جس حالت میں تھی اسے شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے تھا لیکن افسوس وہ زندہ تھی اور صرف وہی نہیں ایسی بہت سی دوسری لڑکیاں بھی اس کے ارد گرد میں زندہ تھیں۔

بنتِ حوا کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کے غلط رستوں کا چناؤان کے نصیب میں کیسی بربادی لکھ دیتا ہے۔دل کی تسکین اور نفس کی خواہش کے پیچھے ہم اپنا آپ تباہ کرتے چلے جاتے ہیں۔

محبتوں کے اساس لہجے، حقیقتوں کے عکاس لیتے

اے بنتِ حوا سنبھل کے رہنا،فریب ہیں یہ مٹھاس لہجے

کبھی سورج ہے کبھی زہر اجمالوں جیسا

کیوں وہ لگتا ہے مجھے میری مثالوں جیسا

ہر طرح سے وہ بہت اچھا ہے لیکن اس کو

www.novelsclubb.com

دیکھنا چاہتی ہوں اپنے خیالوں جیسا

چاہتی ہوں کہ کروں اس سے محبت کھل کر

لیکن انجام نہ ہو چاہنے والوں جیسا

کس طرح مان لوں میں اس کی نصابی باتیں

اس کا موقف ہے کتابوں کے حوالوں جیسا

میری ضد ہے اسے حل کر کے رہوں گی میں بھی

وہ جو لگتا ہے ریاضی کے سوالوں جیسا

آج کے دن بھی گھٹا کھل کے نہ برسا شاید

آج کا دن بھی ہے وحشت میں غزالوں جیسا

اے محبت میں مجھے چاند سا کہنے والے

مجھ کو نہ سمجھ میری مثالوں جیسا

www.novelsclubb.com

وہ جیسے جیسے غزل پڑھتی جارہی تھی غیر ارادی طور پر اس کی آنکھیں بھیگتی جارہی تھیں۔ اسے نہیں سمجھ آتی تھی وہ ان جذبات کا کیا کرے جس شخص کو صرف تصویروں میں ہی دیکھا تھا جس کا عکس اس کے لفظوں میں دیکھا تھا اس کی محبت کو دل سے کیسے نکالے۔ یہ محبت بھی کتنی عجیب تھی جس نے نہ کبھی آواز سنی تھی نہ کبھی دیکھا تھا لیکن دل کی سلطنت پر براجمان تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت کیا نہیں تھا؟ دکھ، درد حسرت، خواہش وہ آسمان کی طرف دیکھتی کچھ کہہ رہی تھی۔

"کیوں اللہ تعالی؟ میرے دل میں کسی انسان کی محبت کیوں ہے آخر؟ میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا مجھے آپ کی محبت کافی تھی۔ میں بار بار اس شخص کو سوچ کے گنہگار ہوتی ہوں جسے اس دنیا میں میری موجودگی کا بھی علم نہیں ہوگا۔ میرے دل میں اس شخص کے نام پہ ہی شور مچ جاتا ہے ایسا لگتا ہے کہ اگر اس شخص سے نہ مل پائی تو زندگی حسرتوں کی نظر ہو جائے گی۔ میں نے سب سے زیادہ محبت آپ سے کی ہے اللہ پھر کیوں میرا دل کسی آدم زاد کی محبت میں جکڑا گیا؟"

www.novelsclubb.com

اس شخص کا اور میرا ملنا ممکن ہی نہیں محسن

میں پیاس کا صحرا ہوں وہ برسات کی مانند

وہ آنسوؤں کو رگڑتی اٹھی اور چھت پہ آ کے بیٹھ گئی۔ جذبات انسان کو بے بس کر دیتے ہیں جو کام وہ نہیں کرنا چاہتا وہ بھی جذبات میں آ کر کر دیتا ہے۔ روحم دوراہے پر کھڑی تھی نہ وہ کھل کے اس سے محبت کر سکتی تھی اور نہ اس محبت سے دستبردار ہو سکتی تھی۔ زندگی ہر بار چناؤ کا موقع بھی تو نہیں دیتی وہ اگر محبت کا اظہار کرتی تو اپنے خدا کی نظروں میں گنہگار ہو جاتی اور اگر اس سے دستبرداری اختیار کرتی تو زندہ رہنا محال ہو جاتا۔ اس نے دماغ میں چلتی سوچوں سے جان چھڑانے کے لئے موبائل اٹھایا فیس بک کھولتے ہی اسے عرش خانزادہ کے پیج پر لکھا اقتباس نظر آیا

www.novelsclubb.com

"سیاہی اور سفیدی دو بہت مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں میں سے کوئی بھی بری نہیں۔ کچھ لوگ سیاہی کو برا سمجھتے ہیں۔ کیوں؟! آخر اس میں ایسا کیا ہے، سفیدی شفاف ضرور ہوتی ہے، بالکل واضح لیکن سیاہی گہری ہوتی ہے، تہوں میں چھپی ہوئی، ہر چیز کو خود میں

سمانے والی، ہر داغ کو چھپانے والی۔ سفیدی خوبصورت تو ہوتی ہے لیکن خود پہ لگا چھوٹا سا داغ بھی ظاہر کر دیتی ہے جبکہ سیاہی ہر رنگ کو، ہر جذبے کو، ہر احساس کو خود میں چھپا لیتی ہے۔ ہر گناہ کو ڈھانپ دیتی ہے۔ سیاہ ہونا بری بات نہیں کیونکہ گہرائی آپ کو سطح پر موجود خطروں سے بچائے رکھتی ہے۔ سیاہی میں برائی کا شامل ہونا برا ہے۔ سفید اور سیاہ کی جنگ بہت عجیب ہے ان کا کوئی میل جول ہی نہیں ہے۔ انتخاب ہمارا اپنا ہوتا ہے سفید بننے کا بھی سیاہ بننے کا بھی۔ خود کو انسانوں پر یا تو واضح کر دوں یا خود کو گہرا کر لو اور چھپا لو۔"

وہ جیسے جیسے پڑھتی جا رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اسے اس کی بات کا جواب دیا جا رہا ہے۔ وہ سیاہ تھی اور مزید سیاہ ہونے جا رہی تھی۔ وہ پہلے بھی اپنا آپ کسی پہ آشکار نہیں کرتی تھی اور اب اس نے خود کو مزید گہرا کرنا تھا۔ اس شخص سے تعلق بھی منفرد سا تھا جو دور رہ کر بھی ہر بات سے بے خبر ہوتے ہوئے بھی اس کی پریشانیوں کو دور کرنے کا ذریعہ بن جاتا تھا۔ اس کے الفاظ دوا کا کام کرتے تھے اور روحم اس دوا کو کبھی چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے لفظوں کے سحر میں

میری ذات جکڑی جاتی ہے

از قلم خود

_ _

_ _ _ _

محبتیں جسموں کی محتاج نہیں ہوتی

محبتیں روح کو سر کرتی ہے

از قلم خود

www.novelsclubb.com

اس نے یہ شعر لکھا اور ڈائری کو سائیڈ پر رکھ دیا وہ لکھاری ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھا۔لوگ سمجھتے تھے کہ عریش خانزادہ کو محبتوں سے نفرت ہے جبکہ ایسا نہیں تھا اسے

ناجائز تعلقات سے نفرت تھی۔ بھلا محبت بھی اس قابل ہوتی ہے کیا کہ اس سے نفرت کی جائے؟ محبت ایک حسین ترین احساس ہے۔"محبت تو زمین پہ آسمان والوں کی نشانی ہے" اگر محبت نہ ہوتی تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ محبت انسان کو جھکائے رکھتی ہے۔ محبت عاجزی پیدا کرتی ہے۔ محبت آپ کے دل کو خوش اور اطمینان میں رکھتی ہے۔ لیکن یہ سب جب ہوتا ہے جب محبت اللہ سے ہو یا کسی محرم رشتے سے۔ غیر محرم کی محبت سکون اور راحت کا باعث نہیں ہوتی۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جہان کی زندگی کو خراب کر دیتی ہے۔ عریش بھی تو یہی چاہتا تھا کہ جو احساس اسے اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں وہ کسی محرم کے لیے ہو۔ایسی محبتیں بہت انمول ہوتی ہے جو تحفظ، عزت، مان، بھروسہ اور اعتبار دیں۔اس کے خیالوں کے اڑتے کبوتر ایک دم سے نیچے گرے جب کسی نے بہت زور سے اس کا دروازہ بجایا۔اس نے دروازہ کھولا تو غازیان نک سک سا تیار براؤن شرٹ کے ساتھ بلیک جینس اور بلیک ہی کوٹ پہنے مکمل تیار تھا ان دونوں نے اپنے رکھے فنکشن میں جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیا مصیبت ہے تمیز سے اور ادب کے دائرے میں رہ کر بھی کوئی کام کیا جا سکتا ہے اگر پتا" ہو تو" عریش نے تھوڑا غصے میں کہا تو سامنے والے نے دانتوں کی نمائش کر دی جیسے اس کی بات اور گدھے کی لات۔

یہ تمیز، تہذیب، ادب یہ سب چیزیں تم تک ٹھیک ہیں مجھے ان سے باہر ہی رہنے دو اور" "جلدی چلو ہمیں ٹائم پہ پہنچنا بھی ہے

ایک منٹ رکو میں آیا" عریش نے کہا اور صوفے پر رکھے سفید رنگ کے اوؤر کوٹ کو" اٹھا کے پہن لیا۔ اس نے بلیو رنگ کی شرٹ کے ساتھ وائیٹ جینس پہنی ہوئی تھی، بال سلیقے سے بنائے، دائیں ہاتھ میں رسٹ واچ پہنے وہ بے حد حسین لگ رہا تھا۔ وہ دونوں ہوٹل کے لیے نکلے اور پندرہ سے بیس منٹ کے بعد ان کی کار مری کے خوبصورت سے ہوٹل کے سامنے رکی۔ وہ جب اندر پہنچے تو وہاں پہلے سے ہی کافی لوگ موجود تھے۔ بالکل سامنے کے طرف ایک پیارا سا اسٹیج بنایا گیا تھا جس پہ اینکر بیٹھی ہوئی تھی غالباً جس نے لوگوں سے ان کے سوال پوچھ لیے تھے اور اب ان کے جواب عریش سے پوچھنے تھے۔

www.novelsclubb.com

السلام وعلیکم "اس نے اینکر کے سامنے موجود صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا"

وعلیکم السلام سر آج لوگ بہت خوش ہیں کہ آپ انہیں اپنا وقت دے رہے ہیں اور" لوگوں کے بہت سے سوالات بھی ہیں جن کے جواب جاننے کے لئے وہ بے تاب ہیں" سامنے بیٹھی لڑکی پر اعتماد اور پرجوش سی تھی اس کی باتوں پر عریش نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا

تو چلیں پھر ہم شروع کرتے ہیں سب سے پہلا سوال جو پوچھا جا رہا ہے وہ یہ کہ آپ کی" کتاب "چناؤ" جسے بہت زیادہ شہرت ملی اس کو لکھنے کا ارادہ آپ کی مائی ینڈ میں کیسے آیا؟"

عریش نے صوفے سے ٹیک لگائی اور ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ کر آرام سے بیٹھ گیا اور بولنا شروع کیا

اس کتاب کو لکھنے کی جہاں تک بات ہے تو مجھے کچھ ایسی باتیں لوگوں میں دکھی جس کی" وجہ سے مجھے لگا کہ مجھے ایسا کچھ لکھنا چاہیے۔ میں نے لوگوں کو اپنی زندگی میں غلط رستوں کا، غلط دوستوں کا، غلط ارادوں کا، غلط لوگوں کا چناؤ کرتے دیکھا۔ انسان سمجھدار ہیں لیکن سمجھ کو استعمال کرنا نہیں جانتے۔ جانتے بوجھتے ہوئے بھی غلط راہوں پہ نکل پڑتے ہیں۔

زندگی میں اگر آپ بہترین چیزوں کا چناؤ نہیں کروگے آپ کو علم نہیں ہوگا کہ کیا صحیح کیا غلط ہے تو پھر آپ اپنا نقصان کرلوگے ایسے تو۔بس اسی طرح کی اور بھی کچھ باتیں تھیں جس کی بناپر مجھے لکھنے کا موقع مل گیا" اس نے تفصیل سے جواب دیا اس کے بعد اینکر نے کئی دوسرے سوال کیئے جن کا جواب وہ اطمینان سے دیتا رہا اور کچھ دیر کے بعد وہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

جاری ہے ___________________________

___

#ناولٹ_چناؤ

#از_قلم_یسریٰ_کنول

#قسط_نمبر_5

www.novelsclubb.com

سفید ماربل سے بنا فرش تھوڑے تھوڑے فاصلے پر رکھیں بینچیں ادھر سے ادھر آتے جاتے لوگ مخصوص لباس میں گھومتی نرس، ہسپتال ہمیشہ بھرے ہی رہتے ہیں۔

اسی ہسپتال کی دوسری منزل پر موجود ایک کمرے کے برابر میں تختی لگی تھی جس پر لکھا تھا Dr Roham Siyal۔اندر میز کے پار وہ ریوالونگ چیئر پہ بیٹھی سامنے رکھے پیڈ پر کچھ لکھ رہی تھیں۔دفعتاً دروازہ بجا اور ایک نرس اندر آئی

میم روم نمبر 104 کے پیشنٹ کی حالت بہت زیادہ خراب ہوتی جارہی ہے" نرس نے" گھبرائی سی آواز میں کہا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھتی فوراً اس کے ساتھ باہر گئی اور روم نمبر 104 میں چلی گئی۔وہ کچھ دیر کے بعد جب باہر آئی تو مریض کے گھر والے اس کی طرف لپکے اس نے گہری سانس خارج کی اور کہا" شی از نو مور"۔الفاظ کو ادا کرنا کتنا آسان ہوتا ہے نہ لیکن سننے والے سے کوئی پوچھے کہ سہنا کتنا مشکل ہوتا ہے اندر لیٹے وجود میں جان باقی نہیں رہی تھی۔"نہ زندگی اور اس دنیا میں آنا اس کا چناؤ تھا نہ موت اس دنیا سے جانا اس کی خواہش تھی کسی کی بھی نہیں ہوتی۔ہر چیز میں ہر جگہ میں چناؤ نہیں ہوتا" روحم جب بھی اس طرح کے حالات سے گزرتی تھی اس کے دماغ میں کسی کے لکھے الفاظ گھوم جاتے تھے صحیح کہتا تھا وہ

www.novelsclubb.com

نہ کوئی دنیا میں بھیجنے سے پہلے آپ سے پوچھتا ہے جانا ہے یا نہیں نہ ہی کوئی موت کے " وقت پوچھتا ہے کہ رکنا ہے یا نہیں۔ عزرائیل جب آ جائے تو جانا لازمی ہو جاتا ہے۔ چناؤ ختم ہو جاتا ہے زندگی اور موت میں بھی چناؤ نہیں رہتا چوائس نہیں رہتی پھر ہر حال میں "مال، اولاد، رشتہ دار، دنیا، محبت، نفرت، بدلے اور سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے

ڈاکٹر آپ کیسے اتنی آسانی سے میت کے عزیزوں کو یہ خبر دیتی ہے "نرس نے اس کے " ساتھ چلتے ہوئے کہا

مجھے کہنا پڑتا ہے ہم ڈاکٹرز کو اپنا دل پتھر کا کرنا پڑتا ہے۔ ہم کئی لوگوں کی سانسوں کی " ڈوریوں کو ٹوٹتے دیکھتے ہیں۔ جو آج ہیں وہ کل نہیں رہیں گے اس بات کو ہر وقت دماغ میں رکھتے ہیں ڈاکٹر ہونا آسان نہیں ہوتا "اس نے پرس اٹھایا اور نیچے آ گئی اس کا آف ٹائم ہو گیا تھا اور اسے گھر جا کر تیاری بھی کرنی تھی کیونکہ آج انہیں اسلام آباد جانا تھا جہاں دو دن بعد اس کے پاپا کے دوست کی بیٹی کی شادی تھی جو ایک زمانے میں اس کی بھی دوست ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

تیز تیز بھاگتے مناظر، آتے جاتے لوگ، ٹرین کی آواز، وہ کھڑکی کے سائیڈ پر بیٹھا باہر کے دور بھاگتے مناظر کو دیکھ رہا تھا جو ذہنوں پہ اپنی چھاپ چھوڑ کر جلدی سے گم ہو جاتے تھے۔اس کے ساتھ لبنان بیٹھا موبائل کی دنیا میں جانے کون سی ایجادات کرنے میں مصروف تھا۔سامنے ابراہیم اور ہاجرہ بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔وہ لوگ ٹرین سے اسلام آباد جا رہے تھے ان کے دور کے رشتے داروں میں کسی کی شادی تھی۔ عریش جب سے گھر سے نکلا تھا عجیب قسم کی کیفیت کا شکار تھا۔رگ و پہ پر بے چینی سی چھائی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کا شادی میں جانے کا بالکل بھی دل نہیں تھا لیکن وہ خود اس بات سے انجان تھا کہ وہ کونسی طاقت ہے جو اسے اسلام آباد کی طرف کھینچے چلی جا رہی ہے۔لوگ تو لوگ، عریش خانزادہ بھی کبھی کبھار خود کو سمجھ نہیں پاتا تھا۔

ایک مسلسل سے امتحان میں ہوں

جب سے رب تیرے جہان میں ہوں

درو دیوار بھی نہیں سنتے

اتنا تنہا میں اس مکان میں ہوں

زندگی اک لحافِ ململ ہے

سرد موسم ہے کھینچ تان میں ہوں

تولتی ہیں مجھے یوں سب نظریں

جیسے میں جنس ہوں دکان میں ہوں

کوئی سمجھا نہ میری بات

میں کسی اور ہی زبان میں ہوں

www.novelsclubb.com

وہ لوگ گھر سے نکل کر ایئرپورٹ پہنچ چکے تھے چند گھنٹوں کا سفر گزرا اور وہ اسلام آباد کی سرزمین پر موجود تھے۔

پاپا ہم لوگ کتنے دن یہاں رکیں گے ؟"ذر نے آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا"

"بس بچے شادی تک رکیں گے اس کے بعد واپس گھر "

اتنی جلدی کیوں پاپا ہم یہاں گھومیں گے بھی کبھی کبھی ہی تو آنا ہوتا ہے اس میں بھی اتنی جلدی "ذر کو اسلام آباد بہت پسند تھا اور اس کا یہاں سے جلدی جانے کا کوئی موڈ نہیں تھا اس لئے روٹھے لہجے میں بولی

www.novelsclubb.com

بچے آپ کی پڑھائی بھی ہے اور روح کو ہوسپیٹل بھی جانا ہوگا "انہوں نے بہانہ گھڑا روح" جو خاموش کھڑی تھی پاپا کی بات پہ جلدی سے بولی

کچھ نہیں ہوتا پاپا مجھے ہوسپیٹل سے زیادہ دن کی لیو مل جائے گی ہم رک جاتے ہیں"""

اصل میں تو روحم سیال کو خود بھی یہاں کی آب وہوا موسم اور اس کی دلکشی بہت پسند تھی۔چار وناچار مصطفی کو ان کی بات ماننی پڑی۔وہ لوگ گاڑی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی وہ آئیں وہ سب بیٹھ کے ان کے دوست کے گھر روانہ ہو گئے

(دوسری طرف عرش والے بھی پہنچ گئے تھے اور اسلام آباد کے اسٹیشن سے کار کروا کے گھر کی طرف نکل پڑے تھے)

روحم والے جب وہاں پہنچے تو سب نے ان کا اچھا سا استقبال کیا اور انہیں ساتھ لیے حال میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے

مصطفی تمہاری بیٹیاں دونوں ہی بہت پیاری ہیں ان کے بارے میں کچھ سوچا نہیں ابھی تک "وہاں بیٹھے ایک صاحب نے کہا تو روحم اور ذر دونوں کو دل ہی دل میں ان پہ بے تحاشہ غصہ آیا۔بھئی اگر کوئی پیارا ہے تو لازمی تھوڑی ہے کہ ماں باپ اس کی شادی کر دیں۔ایک تو رشتے داروں کو شادیوں کے دوران دوسروں کی شادی کروانے کی پڑی ہوتی ہے

نہیں ابھی کہاں ابھی زر کی یونی بھی مکمل نہیں ہوئی اور روحم کہتی ہے کہ اس نے اپنے کریئر پہ توجہ دینی ہے" مصطفیٰ نے تحمل سے ان کی بات کا جواب دیا۔ وہ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ حال میں دوسرے مہمان داخل ہوئے سب ان سے ملنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ روحم موبائل پہ کسی کی بات کا جواب دے رہی تھی اس نے جیسے ہی موبائل رکھا اور سامنے دیکھا تو اسے لگا وہ جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی ہے۔

پتھر کے مجسمے پتھر کیسے ہوتے ہیں؟ چٹانے ساکن کیسے ہوتی ہیں؟ وقت کی سوئیاں کیسے رکتی ہیں؟ روح کو ان سب باتوں کا اندازہ ہو چلا تھا جب اس نے اپنے سامنے اس شخص کو دیکھا جسے وہ آج تک تصویروں میں دیکھتی آئی تھی۔ حقیقت میں دیکھنے کی خواہش آج جو پوری ہوئی تو خواب لگ رہی تھی۔ "اور پھر زندگی میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب حقیقت پر خواب کا سا گمان ہوتا ہے"۔ یقین کرنا مشکل تھا کہ اس کے سامنے اس وقت عریش خانزادہ موجود تھا۔ وہ جو کئی لوگوں کے دلوں میں بستا تھا۔ وہ جس کے الفاظوں کا سحر گردش کرتا تھا۔ وہ جو اندھیروں میں اجالوں کی مانند تھا۔ وہ جو ابتدا میں انتہا کرتا تھا۔ وہ جسے حروف کے جال بچھانے آتے تھے۔ ہاں وہ تھا اس کے سامنے۔ اس کے پتھر ہوئے وجود میں حرکت ہوئی تو اس نے پاس کھڑی لڑکی سے اپنا کمرہ پوچھا اور جلدی سے وہاں

www.novelsclubb.com

سے چلی گئی پر وہ انجان تھی اس بات سے کہ جاتے جاتے وہ خود کو کسی کی نظروں میں قید کر گئی تھی۔

وہ ایک چہرہ ہے جسے دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے

دل رک جاتا ہے میں آپ دھڑک جاتی ہوں

جاری ہے ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

ـــــ

#ناولٹ_چناؤ

#از_قلم_یسریٰ_کنول

#قسط_نمبر_6

www.novelsclubb.com

وہ کمرے میں آئی تو اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے اس کی بڑھتی رفتار کو کم کرنے کی سعی میں گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ آنکھوں دیکھی حقیقت بھی خواب لگ رہی تھی۔ بہت سے سوال بیک وقت دماغ میں گردش کر رہے تھے۔ وہ شخص یہاں کیسے ؟

کیا زندگی میں ایسے اتفاق بھی ہوا کرتے ہیں؟ ہاں ہوتے ہیں زندگی میں اتفاق ہوتے ہیں لیکن جو ہمارے لئے اتفاق ہو وہ دراصل قسمت کا لکھا ہوتا ہے۔ قسمت کے لئے کچھ بھی "اتفاق سے "نہیں ہوتا اس میں سب کچھ پہلے سے درج ہوتا ہے۔ اس نے اپنی سوچوں کو لگام ڈالنی چاہیں لیکن وہ بری طرح سے ناکام ہو رہی تھی دماغ میں چلتی سوچیں ایک ہی شخص پہ جا کے رک رہی تھیں۔ اس نے وضو کیا اور نماز ادا کی اتنے میں ذرشہ بھی کمرے میں آچکی تھی۔

تمہیں کیا ہوا تھا اتنی جلدی وہاں سے آ گئیں سب کے ساتھ بیٹھ جاتیں تھوڑی دیر کے لئے "ذرشہ نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے کہا

کچھ نہیں بس مجھے تھکن محسوس ہو رہی تھی اس لیے میں روم میں آ گئی "روحم نے بہانہ" بنایا اصل میں تو اس کی ساری تھکن اڑ ہی چکی تھی

www.novelsclubb.com

ٹھیک ہے ابھی تھوڑی دیر آرام کر لیتے ہیں ویسے بھی رات کا فنکشن ہے پھر ہم اٹھ کے " تیار ہو جائیں گے "ذرشہ نے کہا اور لیٹ گئی۔ عجیب موڈی قسم کی انسان تھی یہ بھی جب دل کرتا تھا تب بات کر لیتی ورنہ ہمہ وقت چہرے پہ بیزاریت سجائے رکھتی۔ روحم نے بھی آرام کی غرض سے بستر کا رُخ کیا اور سو گئی۔

_ _

مغرب کا وقت ہو چلا تھا اور پرندے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ مساجد سے آتی اذان کی آواز روح کو مسرور کر رہی تھی۔ کچھ بے خبر لوگ تو اس آواز کو سن ہی نہیں رہے تھے جو ان کی کامیابی کا واحد ذریعہ تھی اور کچھ لوگ دل و جان سے ہمہ تن گوش تھے۔

حائمہ ان کے کمرے میں آئیں تو ان کو ابھی تک سوتے ہوئے دیکھ کے حیران ہوئی یں

"روحم بیٹا اٹھ جاؤ "انہوں نے اس کو ہلکا سا ہلاتے ہوئے کہا وہ تھوڑا سا کسمسائی ی اور پھر مندی مندی آنکھیں کھولنے لگی

روح آپ نے عصر کی نماز بھی چھوڑدی بیٹا جلدی اٹھو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے" اور پھر فنکشن کی تیاری بھی تو کرنی ہے" حائمہ نے اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا تو وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی اور سامنے لگی گھڑی میں ٹائم دیکھا تو حیران ہو گئی

اوہ میں اتنی دیر تک سوتی رہی اور نماز بھی قضا ہو گئی" وہ کہتی جلدی سے اٹھی اور" واش روم چلی گئی۔ اتنے میں حائمہ نے زرشہ کو بھی اٹھا دیا۔ نماز کی توقع اس سے کرنا تو فضول ہی تھا۔ وہ لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں سے فارغ ہوتے فنکشن کے لیے تیار ہونے لگے۔

مایوں مہندی کے فنکشن کی مناسبت سے زرشہ نے شارٹ پیلے کلر کی شرٹ کے ساتھ پنک کیپری اور پنک ہی دوپٹہ لیا تھا جو گلے میں جھول رہا تھا۔ روحم نے بھی پیلے کلر کی فراک کے ساتھ رائل بلو کلر کا کیپری پہنا ہوا تھا۔ بلو رنگ کے دوپٹے سے حجاب کیے اور پیلے دوپٹے کو ایک کندھے پہ ڈالے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

وہ لوگ تیار ہوئے تو زرشہ تو باہر چلی گئی لیکن روحم کو عجیب سی جھجک ہو رہی تھی۔ اس نے ہمت مجتمع کی اور کمرے سے باہر چلے آئی وہ ابھی آگے قدم بڑھاتی کہ اس کے قدم

www.novelsclubb.com

زنجیر ہو گئے ان کے کمرے سے ایک کمرے کو چھوڑ کر اگلے کمرے سے عریش نکل رہا تھا۔ سفید کرتے کے ساتھ مہرون واسکٹ پہنے مصروف سا ہاتھ پہ رسٹ واچ باندھ رہا تھا کہ اس کی نظر سامنے کھڑی روحم پہ پڑی جو بے اختیاری میں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی لان کا رُخ کر گئی جہاں ساری سجاوٹ کی گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد بھی عریش اس جگہ کو ہی دیکھتا رہا۔ دوپہر میں جب وہ لوگ یہاں پہنچے تھے تب بھی اس نے اس لڑکی کو اوپر کی طرف جاتے دیکھا تھا تو وہ اس کے ذہن میں کہیں اٹک سی گئی تھی۔ ایک انجان سی کشش تھی جو اسے اُس وقت محسوس ہوئی تھی اور سب سے زیادہ جس چیز پہ اس کا دھیان گیا تھا وہ تھا اس کے چہرے کے گرد خوبصورتی سے بندھا حجاب۔ یہاں موجود کسی بھی لڑکی کو اس نے حجاب میں نہیں دیکھا تھا سوائے اس کے۔ پتہ نہیں کیوں لیکن عریش کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس کا ادھورا پن ختم ہونے والا ہے۔ اس سوچ کے آتے ہی پیاری سی مسکان نے اس کے چہرے کو چھوا تو کمرے سے نکلتے لبنان نے اسے خود سے مسکراتے دیکھ، مشکوک نظروں سے دیکھا۔

خیریت تو ہے جو یوں بلا وجہ مسکرایا جا رہا ہے" وہی مشکوک انداز۔ اس کی آواز پہ عریش" کی مسکان اڑن چھو ہوئی۔

www.novelsclubb.com

اب تک تو خیریت ہی تھی لیکن اب رہے ہیں یا نہیں کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ جہاں تم ہو وہاں خیریت کا کیا کام؟" لبنان صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔اس کے بڑے بھائی کی سوچ اس کے بارے میں کتنی اچھی تھی

"اب مجھے نہارتے رہو گے یا نیچے بھی چلنا ہے؟" اس کی صدمے بھری نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر اسے ہلایا اور وہ لوگ بھی لان میں چلے گئے۔لان میں جاتے ہی اس کی نظر روحم پہ پڑی جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے کسی سے بات کر رہی تھی وہ تو اس کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔اس نے اپنی نگاہوں کا مرکز بدلا کیونکہ وہ اس کا کچھ بھی نہیں لگتا تھا اور یوں کسی نا محرم کو دیکھنا بالکل بھی صحیح نہیں تھا۔کچھ ہی دیر میں وہاں بہت سارے لوگ آ گئے اور دیر تک فنکشن جاری رہا۔وہ بیٹھی موبائل میسجز چیک کر رہی تھی کہ سیال مصطفی ابراہیم کو لیے وہاں چلے آئے

www.novelsclubb.com

"روحم بیٹا ان سے ملو یہ میرے دوست ہیں ہم بزنس میں کئی بار ساتھ کام کر چکے ہیں" مصطفی نے ان کا تعارف کروایا تو وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ان سے سلام کرنے لگی

ابراہیم یہ میری بڑی بیٹی روحم ہے اور وہ جو کھڑی ہے اسٹیج کے ساتھ وہ زرشہ ہے""" مصطفی نے پہلے اس کا بتایا اور پھر زر کی طرف اشارہ کیا

ماشاءاللہ بہت ہی پیاری بچیاں ہیں۔روحم بچے آپ کیا کرتے ہو؟"ابراہیم نے خوش اخلاقی سے پوچھا

انکل میں ہوسپٹل میں ہوتی ہوں وہاں کی سینئی ئی رڈاکٹر کی حیثیت سے"وہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حائمہ ابراہیم کی فیملی کو لیے وہاں آگ ئی یں۔وہ سب وہاں کھڑے ایک دوسرے کا تعارف کرواتے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔اس پورے وقت میں روحم نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو نہیں دیکھا تھا جسے دیکھنے کی خواہش نا جانے کب سے دل میں گھر کیے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

دیدارِ یار کی حسرت بھی عجب شے ہے

محبوب سامنے ہو تو مسلسل دیکھا بھی نہیں جاتا

عریش کا دل بے حد مسرور تھا اسے اس کا نام تو پتا چل گیا تھا اب بس ایک کام تھا جو اسے جلد از جلد کرنا تھا۔

جاری ہے ________________________

___

#ناولٹ_چناؤ

#از_قلم_یسریٰ_کنول

#قسط_نمبر_7

رات کی تاریکی ہر طرف چھائی ی ہوئی ی تھی۔اسلام آباد کی سڑکیں خود پر سے گزرتے ان لوگوں کو دیکھ رہیں تھیں جنھیں رات کے اس پہر بھی سکون نہیں تھا۔بھاگتی دوڑتی گاڑیوں میں سے ایک میں زرشہ سیال بڑے سکون سے ارتضیٰ کے ساتھ بیٹھی تھی۔

زر تمھیں پتا ہے تم سے ملے بغیر میرا دن نہیں گزرتا تم پھر بھی یہاں آگ ئی یں"اس" نے زر کو خود سے لگاتے کہا تو اس کے چہرے پہ مسکان بکھر گ ئی ی

ارتضیٰ بابا کے دوست نے بہت پرسنلی انوائیٹ کیا تھا منع نہیں کر سکتے تھے اور تم اتنی "

" جلدی یہاں کیسے آگ ئی ے؟

بس جب بات زرشہ کی ہو تو میں کہیں بھی پہنچ سکتا ہوں "زرشہ تھوڑی دیر پہلے کمرے " میں بیٹھی ہوئی ی تھی۔ آج کوئی ی فنکشن نہیں تھا تو سب آرام میں تھے۔ اتنے میں اسے ارتضیٰ نے بہانے سے گھر سے نکلنے کو کہا تو وہ سب کو اپنے کمروں میں بند دیکھتی باہر آگ ئی ی اور اب وہ اسلام آباد کی سڑکوں پہ گھوم رہے تھے

شکر کرو کہ روحم سوئی ی ہوئی ی تھی ورنہ تو وہ کبھی نہ آنے دیتی "شکر کرنے کا تو وہ ایسے " کہہ رہی تھی جیسے پتا نہیں کتنا بڑا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔

" زر یہاں قریب میں ہی ایک ہوٹل ہے وہاں چلتے ہیں "

اوکے لیٹس گو " وہ لوگ ہوٹل پہنچے تو ارتضیٰ نے کھانا آرڈر کیا۔ کھانے کے بعد ارتضیٰ " نے اسے روم میں چلنے کو کہا تو وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اس کے ساتھ چلی گ ئی ی۔ لیکن شاید اللہ تعالی اسے بچا لینا چاہتے تھے۔ اسے چناؤ کا ایک موقع دینا چاہتے تھے تبھی سیڑھیاں چڑھتے اس کا پاؤں مڑا اور وہ گر گئی۔

www.novelsclubb.com

دائمی چوٹ سے بہتر عارضی تکلیف ہوتی ہے یہ بات اسے دیر سے سمجھ آنی تھی۔

ارتضیٰ کا چہرہ عجیب تاثرات پیش کر رہا تھا جیسے کسی کام کے کرنے میں ناکامی ملی ہو۔اس نے زر کو ہاسپٹل لے جا کے پٹی کروائی اور گھر پر چھوڑ دیا۔ صبح جب وہ اٹھی تو اس کے پاؤں میں بہت زیادہ درد ہو رہا تھا۔

زر تمہارے پاؤں کو کیا ہوا ہے ؟"اسے اٹھتے دیکھ روحم نے فوراً سے اس کے پاس بیٹھتے" پوچھا

کچھ نہیں بس رات کو سیڑھیوں پر سے گر گئی تھی"اس نے سوچ رکھا تھا کہ سب کو کیا" بتانا ہے

"اوہ تم نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں ؟"

www.novelsclubb.com

زیادہ چوٹ نہیں لگی تھی بس ذرہ سی بینڈیج کرنی تھی وہ میں نے کر لی"اس کے جواب" میں روحم کچھ خاموش سی ہو گئی کیونکہ پاگل تو وہ تھی نہیں جو سمجھتی نہیں۔ایک عام انسان کے بینڈیج کرنے میں اور ڈاکٹر کے کرنے میں فرق ہوتا ہے۔وہ دیکھ سکتی تھی کہ یہ زر نے خود نہیں کیا لیکن پھر زر ایسا کیوں کہہ رہی تھی اور اس نے یہ کس سے کروایا ہے؟سوال

بہت تھے لیکن جواب ندارد۔اس نے اس بارے میں بعد میں پتہ کرنے کا سوچتے اپنے باقی کام نمٹائے کیونکہ آج بارات تھی اور اسے بہت کام تھے۔

وہ دروازے کے سامنے کھڑا دوہری کیفیت کا شکار تھا اس نے جو بات ابھی کرنی تھی وہ سب کے لیے کسی شوکنگ نیوز سے کم نہیں ہونے والی تھی۔اسی لئے وہ کچھ ہچکچا رہا تھا۔ رات کو غازیان سے بھی اس بارے میں بات کر چکا تھا اور بس اب ماما بابا سے بات کرنی باقی تھی۔اس نے ہمت کر کے دروازہ بجایا تو ہاجرہ بیگم نے دروازہ کھولا

کیا ہوا عرش سب خیریت تو ہے نہ؟"اس کی آمد کسی اور کے کمرے میں شاذ و نادر ہی" ہوتی تھی چاہے پھر وہ والدین کا ہی کمرہ کیوں نہ ہو۔اسی لیے ہاجرہ کو لگا کہ کوئی پریشانی والی بات ہے جو عریش ان کے پاس آیا ہے

جی ماما سب ٹھیک ہے مجھے آپ سے اور بابا سے کچھ ضروری بات کرنی ہے "اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور بیڈ کے سامنے لگے صوفے پر بیٹھ گیا

بولو بیٹا کیا بات ہے "ابراہیم صاحب کے مہربان لہجے نے اس کی ہمت بڑھائی ی"

ماما بابا دراصل وہ میں ...."اسے سمجھ ہی نہ آیا آگے کیا کہے۔"وہ میں ...."وہ پھر اٹک گیا

بچے وہ میں سے آگے بھی بڑھو "ابراہیم نے کہا تو اس نے گہری سانس لی اور پھر آخر کار" دل کی بات زبان سے ادا ہو ہی گ ئی ی

بابا میں مصطفیٰ انکل کی بیٹی روحم سے شادی کرنا چاہتا ہوں "کہنے کے بعد چہرے کے تاثر" ایسے ریلیکس ہوئے جیسے قلعہ فتح کر لیا ہو۔اس کی بات پہ سامنے بیٹھے ہاجرہ اور ابراہیم پہلے تو حیران رہ گ ئے اور پھر خوشی کی لہر ان کے چہروں پہ آگئی۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ دونوں بیٹھے اس بارے میں بات کر رہے تھے کیونکہ انہیں خود بھی روحم بہت پسند آئی ی تھی۔

کیا آپ دونوں کو کوئی اعتراض ہے؟"اس مسلسل کی خاموشی کو عریش کی آواز نے ہی" توڑا

نہیں بیٹا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم خود بھی یہی چاہتے تھے اگر آپ ہم سے بات نہیں" کرتے تو کچھ دیر تک ہم آپ سے یہ بات کر رہے ہوتے"ابراہیم صاحب کی بات سن کر وہ جی جان سے خوش ہو گیا

ہم آج ہی سیال بھائی اور حائمہ سے اس بارے میں بات کر لیں گے ویسے بھی نیک کام" میں دیر نہیں کرنی چاہیے"ہاجرہ کو تو شاید عریش سے بھی زیادہ خوشی تھی۔ہوتی بھی کیوں نہ روحم تھی ہی بہت پیاری، پر کشش، سادہ سی اور خوبصورت تو ویسے ہی بہت تھی

ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ ہم آج ان سے بات کر کے ان کی رائے بھی جان لیں گے"" ابراہیم صاحب نے کہا تو عریش دونوں کا شکریہ ادا کرتا وہاں سے اٹھ کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جاری ہے _

_ _ _

ناولٹ_چناؤ#

از_قلم_یسریٰ_کنول#

قسط_نمبر_8#

آج رات بارات تھی اور وہ سب تیار تھے۔ہال جانے کے لیے سب نیچے لان میں جمع ہوئے تھے کہ ایک ساتھ ہی نکلیں۔حائمہ،زرشہ اور روحم کا انتظار کر رہی تھیں جن کی تیاری مکمل ہو کے ہی نہیں دے رہی تھی۔

ان سب کو یہیں چھوڑ کے اگر ہم زرشہ اور روحم کے کمرے میں آئیں تو یہاں کی حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ سمندر پر چلنے والی آندھیوں نے آج یہاں کا رُخ کر لیا ہے۔ہر چیز ادھر سے ادھر بکھری ہوئی تھی جو کہ زرشہ میڈم کی کرم نوازی تھی۔روحم چیزوں کو جگہ پہ رکھنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

وہ دونوں مکمل تیار ہو چکی تھیں اور بس اب کمرے کی حالت درست کرنی باقی تھی۔

کمرے کو سلیقے سے سیٹ کر کے وہ نیچے آئیں تو بہت سی نظریں ان پر اٹھیں اور کئی تو

www.novelsclubb.com

پلٹنا ہی بھول گئیں۔آج ان دونوں نے ایک جیسی براؤن کلر کی پیروں کو چھوتی میکسی زیب تن کر رکھی تھی۔روحم نے پیچ کلر کے دوپٹے کا حجاب کیا ہوا تھا اور اس پہ پیارا سا براؤن کلر کا بروچ لگا لیا تھا۔

اس کے برعکس زرشہ نے دوپٹے کو ایک کندھے پر ڈال کے پن اَپ کر لیا تھا اور بالوں کا اسٹائیلش سا جوڑا بنا لیا تھا۔دونوں بہنیں ہی بہت پیاری لگ رہی تھیں لیکن ایک فرق بہت واضح تھا اور وہ تھا روحم کی شخصیت سے جھلکتا وقار۔اس کا حجاب اس کے گریس میں اضافہ کرتا تھا جس سے زرشہ محروم تھی۔

ان سب نظروں میں عریش کی نظریں بھی تھی جو اٹھ کے فوراً جھک گئی تھیں۔وہ سارے گاڑیوں میں بیٹھ کے جلد ہی ہال پہنچ گئے تھے۔حائمہ ہاجرہ ابراہیم اور سیال ایک ہی ٹیبل کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ہاجرہ کو یہ موقعہ سہی لگا تھا بات کرنے کے لئے تو انہوں نے بات کرنا شروع کی" حائمہ اور سیال بھائی ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے"
انہوں نے تمہید باندھی

کیا بات ہے ہاجرہ کہو جو بھی بات ہے" حائمہ کے مٹھاس بھرے لہجے نے ان کا حوصلہ بڑھایا

دراصل میرا اور ابراہیم کا خیال ہے بلکہ یوں سمجھ لو خواہش ہے کہ ہم تمہاری بیٹی کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں" مختصر الفاظ میں انہوں نے بات کا مقصد بتادیا

ہاجرہ ٹھیک کہہ رہی ہیں ہمیں تمہاری بڑی بیٹی روحم بہت پسند آئی ہے اور ہم اسے عریش کے لیے چاہتے ہیں اگر تم لوگوں کو اعتراض نہ ہو تو" ابراہیم صاحب نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ لیا

ارے نہیں ابراہیم کیسی باتیں کر رہے ہو بھلا ہمیں کیوں اعتراض ہو گا ماشاءاللہ سے عریش بہت ہی سلجھا ہوا لڑکا ہے بس ہم روحم سے اس کی رائے لینا چاہتے ہیں اس کے بعد ہی تمہیں بتائیں گے" سیال کے جواب پہ ان کا دل خوش ہو گیا۔

اس کے بعد وہ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اور یوں ہی رات کی دو بجے کہیں جا کے وہ سب فارغ ہوئے۔ سب لوگ گھر کے لئے روانہ ہو گئے اور پیچھے لگی کرسیاں خود کو خالی ہوتے دیکھتی رہ گئیں۔

— —

— — — —

صبح کے چار بجے کا وقت تھا ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔ موسم ہلکا ابر آلود تھا بادل آسمان میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ ایسے میں روحم کمرے میں بیڈ پہ لیٹی موبائل پہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اسے موبائل سے پڑھنا اچھا نہیں لگتا تھا لیکن جب وہ کہیں جاتی تھی تو مجبوراً اُسے پڑھنا پڑتا۔

وہ لوگ ہال سے آئے تو کافی تھک چکے تھے لیکن اس نے سوچا کہ اب فجر کی نماز پڑھ کے ہی سویا جائے اور جب تک کیوں نہ کوئی کتاب ہی پڑھ لی جائے۔ دفعتاً روم کا دروازہ بجا تو اس نے حیرانگی سے دروازے کی طرف دیکھا۔ اس وقت کون ہو سکتا ہے بھلا؟ موبائل بیڈ پہ رکھتے وہ بیڈ سے اٹھی اور دروازہ کھولا تو سامنے حائمہ کو دیکھ کر تھوڑا سا پریشان ہو گئی۔

"کیا ہوا اما ماسب ٹھیک تو ہے نہ اس وقت آپ یہاں؟"

ارے بیٹا سانس لے لو میں بس کسی کام سے یہاں آئی ہوں تمہارے پاپا تمہیں بلا" رہے ہیں ہمیں تم سے کچھ بات کرنی ہے "انہیں شاید پہلے سے ہی اندازہ تھا کہ وہ جاگ رہی ہو گی

"جی ماما چلیں پھر۔ ویسے اس ٹائم کونسی بات کرنی ہے؟"

وہ ہم آپ کو روم میں چل کر بتاتے ہیں "انہوں نے کہا تو وہ خاموشی سے ان کے ساتھ " ان کے روم میں چلی گئی۔

روم میں جا کے وہ ماما بابا کے سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھ گئی اور ان کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔ ان کے تاثرات سے اتنا تو وہ سمجھ ہی گئی تھی کہ کوئی ضروری بات ہے جس کے لیے انہوں نے اسے اس وقت بلایا ہے۔

روحم بیٹا ہمیں آپ سے کچھ بہت اہم بات کرنی ہے اور ہم آپ پہ کسی قسم کا کوئی دباؤ " نہیں ڈال رہے حتمی فیصلہ آپ نے ہی کرنا ہو گا "سیال صاحب نے بات کا آغاز کیا اور بیٹی کو اپنے الفاظ سے وہ مان بخشا جسکی ہر بیٹی حقدار ہوتی ہے

بابا آپ کھل کے بات کریں جو بھی بات ہے۔آپ میرے بڑے ہیں آپ کا حق ہے مجھ پہ "اس نے بھی جوابا ًانہیں فرمانبردار اولاد ہونے کا احساس دلایا

روح دراصل بات یہ ہے کہ ابراہیم بھائی نے آپ کا رشتہ مانگا ہے ان کا بڑا بیٹا ہے نہ "عریش اس کے لئے۔آپ کے بابا کو اور مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے عریش بہت ہی لائق بچہ ہے لیکن ہم انہیں وہی جواب دیں گے جو آپ کی مرضی ہو گی" حائمہ کی بات سنتے ہی اسے اپنی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی تھی۔

یہ کیا کہہ دیا تھا انہوں نے ؟کیا اس کی قسمت بھی اسے اُس شخص سے ملا سکتی تھی وہ جو اس کے لیے حقیقت میں خواب کی مانند ہوتا تھا۔جو گرمی کی ہوس بھری ریگستانوں میں برسات کی طرح تھا۔وہ تو سمجھتی تھی کہ اس کا اور عریش خانزادہ کا ملنا ممکن نہیں ہے پھر یہ ناممکنات سے ممکن کا سفر کیسے ہوا تھا۔اس کا وجود سناٹوں کی زد میں آگیا تھا لیکن جلد ہی اس نے خود کو کمپوز کیا

ماما بابا جیسا آپ دونوں کو ٹھیک لگے آپ وہی کریں میرے لئے آپ سے بہتر کوئی نہیں سوچے گا"

www.novelsclubb.com

ماشاءاللہ بیٹا اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اب آپ جاؤ آرام کرو" سیال صاحب نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی۔

وہ وہاں سے اٹھ کے بھاگنے والے انداز میں کمرے میں آئی اور آتے ہی بیڈ پہ بیٹھ کر رونے لگ گئی۔ یہ آنسوں خوشی کے اور رب کی شکر گزاری کے آنسوں تھے۔

اللہ تعالیٰ مجھے سمجھ نہیں آرہا کیسے آپ کا شکر ادا کروں۔ آپ واقع بہترین عطا کرتے ہیں۔ آپ کی ذات انسانوں کے لیے ہمیشہ بہترین چیز اور بہترین شخص کا چناؤ کرتی ہے۔ آپ کی چنیدہ چیزیں انسانوں کے چناؤ سے کئی گنا بہتر ہوتی ہیں۔ میں نے آپ کی محبت کو چنا اور آپ نے مجھے میری محبت وہ شخص دے دیا جسے میں نے دنیا میں بہت چاہا لیکن گناہ کے اور آپ کی ناراضگی کے ڈر سے کبھی اظہار نہیں کیا۔ آپ نے مجھ پہ یہ بات واضح کردی کہ اگر ہم انسان آپ کی چاہتوں کو پورا کریں۔ اپنی چاہتوں کو پسِ پشت ڈال کر آپ کو چنے تو اللہ آپ ہمیں وہ دے ہی دیتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں" وہ بھیگی سی آواز میں اپنے رب سے مخاطب تھی جس نے اس کی زندگی کے لیے بہترین چناؤ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

_ جاری ہے

#ناولٹ_چناؤ#

#از_قلم_یسریٰ_کنول#

#قسط_نمبر_9#

"ہیلو ارتضیٰ کیسے ہو"

"میں ٹھیک ہے بی تم سناؤ کیسی ہو؟"

www.novelsclubb.com

"میں بھی ٹھیک ہوں یہ بتاؤ تم بابا سے ہمارے رشتے کی بات کب کرو گے؟" زرشہ اس وقت ٹیرس پر بیٹھی ہوئی تھی جہاں فلحال کسی کا آنا جانا نہیں تھا

"کرلیں گے زرا اتنی بھی کیا جلدی ہے"

کر لیں گے نہیں ارتضیٰ تم جلد ہی کرو گے "اس کے انداز میں عجیب قسم کی بے تابی تھی "

چلو ٹھیک ہے میں جلد بات کروں گا اور سنو جب تم لوگ کراچی واپس آؤ تو بتانا کہیں پہ "گھومنے چلیں گے

ہم لوگ دو تین دن میں یہاں سے فارغ ہو جائیں گے پھر میں تمہیں بتا دوں گی "اس" نے کال ڈسکنیکٹ کی اور وہیں پر بیٹھی اپنے بارے میں سوچنے لگی۔

ارتضیٰ سے وہ یونی میں ملی تھی۔ان کی دوستی بہت جلد محبت میں بدل گئی اب یہ محبت کتنی سچی تھی یہ تو آنے والے وقت نے ہی بتانا تھا۔اسے ہمیشہ سے روحم سے چڑ سی رہی تھی اس کی نصیحتیں اسے بہت بری لگتی تھیں۔زرشہ کے مطابق ہر انسان کو زندگی میں اپنی مرضی کرنی چاہیے لیکن ایک بات وہ بھول گئی کہ "میرا جسم میری مرضی "اور "میری زندگی میری مرضی "اس قسم کی باتیں کرنے والے زندگی میں صرف ذلیل ورسوا ہی ہوا کرتے ہیں۔زرشہ ماں باپ کی لاڈلی بیٹی تھیں اور بے جالاڈ پیار کا ہی نتیجہ تھا جس نے اس کی شخصیت کو خراب کر دیا تھا۔

سیال اور حائمہ لاکھ اچھے صحیح لیکن وہ اپنی اس بیٹی کو سنبھال نہیں پائے تھے۔روحم شروع سے ہی سنجیدہ مزاج کی تھی اس نے چھوٹی عمر سے ہی خود کو محدود کر لیا تھا۔دنیا کے جھمیلوں سے اگر انسان بچ جائے تو وہ کامیاب اور بہترین انسان بن جاتا ہے۔یہی ایک بات تھی جو زرشہ سمجھ نہیں سکی تھی۔

رات دن نے ایک دوسرے کو اپنے لپیٹ میں لیا اور پھر چھوڑ دیا۔بالآخر رات کے اندھیرے نے دن کی روشنی پر اپنا قبضہ جما لیا۔وہ سب ہال میں موجود تھے ولیمے کا فنکشن آب و تاب سے جاری تھا اسٹیج کے بالکل سامنے لگے صوفوں پہ ابراہیم اور سیال اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھے تھے۔روحم اور زرشہ ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔روحم نے ٹی پنک کلر کی فراک جبکہ زرشہ نے لائٹ پنک کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی۔عریش اور لبنان کہیں گئے ہوئے تھے اور بڑے اپنی باتوں میں گم تھے۔

روح چلو اسٹیج پر چلتے ہیں کچھ پکچرز ہی لیتے ہیں "زر نے رونی صورت بناتے اس سے کہا"

"کیوں! یہیں پر ٹھیک ہے نہ وہاں جا کر کیا کریں گے"

اف اللہ تم میں کون سی بڑھی روح ہے میں یہاں بیٹھے بیٹھے بور ہو رہی ہوں۔ تھوڑی دیر" اور یوں ہی بیٹھی رہیں تو عنقریب پاگل ہو جاؤں گی "زر نے دنیا جہان کی بیزاری اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔اس کے تاثرات دیکھتی روحم اٹھی اور اس کے ساتھ اسٹیج کی طرف چلی گئی۔ جیسے ہی وہ دونوں اٹھیں تو سیال صاحب نے بات شروع کی۔

ابراہیم ہم نے روح سے رشتے کے متعلق بات کی اور تمہیں سن کے بہت اچھا لگے گا کہ " اسے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے "انہوں نے بغیر کسی تمہید کے بات مکمل کی

یہ تو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔بس پھر سیال تم تیاریاں شروع کر لو۔ ہم اگلے مہینے ہی" روح کو اپنے گھر کی بیٹی بنانا چاہتے ہیں "ابراہیم نے کہا تو ہاجرہ نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی ی

بھائی اب وہ آپ کی بیٹی ہی ہے جب آپ چاہیں آپ لے سکتے ہیں" حائمہ نے بھی کوئی اعتراض پیش نہیں کیا کیونکہ اچھے کاموں میں دیر کرنا ان کی ساخت کو مسخ کر دینے کے مترادف ہوتا ہے۔

وہ سارے شادی سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹنے کی تیاری کر رہے تھے۔

عریش کو جب سے پتہ چلا تھا کہ روحم کے گھر والوں نے رشتے کی ہاں کر دی ہے اس کے انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔وہ بس ایک بار روحم سے بات کرنا چاہتا تھا اور پوچھنا چاہتا تھا کہ اس رشتے کے لئے اس سے زبردستی تو نہیں کی گئی کیونکہ آج کل ہمارے معاشرے میں ایسا بہت زیادہ ہوتا ہے کہ بیٹیوں سے رشتے کے معاملات میں ان کی رائے پوچھنے کی بجائے انہیں حکم سنایا جاتا ہے کہ تم نے یہیں شادی کرنی ہے بس۔

ان لوگوں نے کل یہاں سے چلے جانا تھا اور جانے سے پہلے بات کرنی لازمی تھی۔ لیکن کیسے؟ یہ بات اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ بالآخر اسے موقع مل گیا۔ روحم لان میں اکیلی بیٹھی غالباً موبائل میں کوئی کتاب ہی پڑھ رہی تھی۔ زیادہ تر مہمان جا چکے تھے اسی لئے گھر میں سناٹا سناٹا سا تھا۔

عریش کسی کام سے باہر جا رہا تھا کہ اس کی نظر لان میں بیٹھی روحم پہ پڑی اس نے لمحہ بھر کے لئے سوچا کہ جائے یا نہ جائے اور پھر وہ بات کرنے کی غرض سے لان میں چلا ہی گیا۔

روحم کتاب پڑھنے میں مگن تھی کہ کوئی ٹیبل کے پار بالکل اس کے سامنے والی کرسی پہ آ کے بیٹھ گیا۔ اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تو جیسے اسے یقین ہی نہیں آیا کہ واقعی عریش خانزادہ اس کے سامنے بیٹھا ہے یا وہ اس کے دماغ پہ اس قدر سوار ہو گیا ہے کہ اس کے ہونے کا وہم ہو رہا ہے۔ پھر جیسے ہی اس پہ حقیقت کا ادراک ہوا تو وہ اپنی نظریں جھکا گئی۔ نظروں کو جھکائے رکھنا، خوبصورتی ہوتی ہے۔

السلام وعلیکم "آخر عریش کو ہی اس مسلسل کی خاموشی کو توڑنے میں پہل کرنی پڑی"

وعلیکم السلام "روحم نے جھکی نظروں کے ساتھ جواب دیا"

www.novelsclubb.com

میں آپ سے کوئی بلاوجہ کی بات کرنا نہیں چاہتا بس ایک سیدھا سا سوال پوچھنا ہے کہ کیا"

"آپ کو کسی نے اس رشتے کی حامی بھرنے کے لیے فورس تو نہیں کیا

روحم کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ سامنے بیٹھا شخص اسی سے مخاطب ہے۔

کب سنی تھی اس کی آواز، اتنا پیار اور مٹھاس سے بھرا لہجہ۔ سامنے بیٹھے شخص کے صرف الفاظ ہی نہیں وہ بذات خود بھی ساحر تھا جسے اپنے لہجے سے سب کو اپنا اسیر بنا لینا آتا تھا۔

آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے کسی نے اس رشتے کے لیے فورس کیا ہو گا" وہ جاننا چاہتی تھی اس کے سوال کی وجہ۔

دیکھیں مجھے ایسا لگتا نہیں ہے میں بس آپ سے پوچھ رہا ہوں میں رشتوں میں زبردستی کا" قائل نہیں ہوں۔ زبردستی کے بنائے گئے رشتے ویسے ہی خراب ہو جاتے ہیں اسی لیے میں جاننا چاہتا ہوں" اس نے اپنی بات کی وضاحت پیش کر دی۔

"نہیں! مجھے کسی نے فورس نہیں کیا"

اوکے میں چلتا ہوں آپ اپنا خیال رکھیے گا اللہ حافظ "اس نے آس پاس میں لگے درختوں" کو دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ گیا کیونکہ زیادہ دیر کسی نامحرم کے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں ہوتا اور کوئی دیکھ لیتا تو اس نے بھی غلط ہی سمجھنا تھا۔

اس کے جانے کے بعد کتنی دیر تک وہ اس کے بارے میں سوچتی رہی اور اپنے رب کا شکر کرنے لگی جس نے اس کی زندگی میں بہترین انسان کو شامل کیا تھا اسے بے ساختہ وہ بات یاد آئی ی جس میں اللہ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں

اے ابن آدم !ایک تیری چاہت ہے "

اور ایک میری چاہت ہے

اگر تو پورا کرے گا اسے جو میری چاہت ہے،

تو میں تجھے وہ بھی دوں گا جو تیری چاہت ہے

اور اگر تو نے بھلا دیا اسے جو میری چاہت ہے،

www.novelsclubb.com

تو میں تھکا دوں گا تجھے تیری چاہت کے لئے

"اور پھر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے

اس نے اپنے رب کی خواہش کو اپنی چاہتوں پہ ترجیع دی تو اللہ نے اس کی خواہشات کو بھی پورا کردی۔ ابیشک اللہ تعالی انسانوں پر بہت مہربان ہے کاش کہ یہ انسان سمجھتے ہوتے۔

جاری ہے______________________________

___

ناولٹ_چناؤ#

بقلم_یسریٰ_کنول#

قسط_نمبر_10#

www.novelsclubb.com

اگلے دن وہ سب لوگ وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔ زر اور روحم کا اسلام آباد گھومنے کا بہت دل تھا لیکن سیال صاحب کو ارجنٹ میٹنگ کے لیے بلایا گیا تھا اس لیے انہیں جلد

وہاں پہنچنا تھا۔ کراچی آنے کے بعد بظاہر تو کچھ نہیں بدلا تھا لیکن روحم سیال کی زندگی بہت بدل گئی تھی ایسا اُسے لگتا تھا۔ یہ سفر اس کی زندگی کا بہت ہی خوبصورت سفر رہا تھا جسے وہ کبھی بھولنے والی نہیں تھی۔ حسین یادیں بھلا کب اپنا آپ بھولنے دیتی ہیں وہ ذہنوں پر اپنی چھاپ بڑے پکے طریقے سے چھوڑتی ہیں۔ایک مہینہ بس ایک مہینہ رہ گیا تھا مکمل طرح سے اس کی زندگی بدلنے میں اور اس کے بعد کیا ہونا تھا یہ اللہ بہتر جانتے ہیں۔

روحم چھت پہ آئی تو زر وہاں پہلے سے موجود کسی سے بات کر رہی تھی۔اس کو دیکھتے ہی زر نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی اور اس بات کو روحم نے بہت زیادہ محسوس کیا تھا۔وہ کافی ٹائم سے نوٹ کر رہی تھی زر کی حرکتوں کو لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کچھ بھی۔

"زر کس سے بات کر رہی تھیں"

"اپنی دوست سے بات کر رہی تھی لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو"

نہیں بس ایسے ہی پوچھ لیا۔یونی کیسی جا رہی ہے تمہاری؟" روحم نے بات کو ٹالنے کی" خاطر پوچھا

اچھی جا رہی ہے" زر نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئی"

بنا بات کی چڑ تھی زر کو روحم سے۔ کبھی وہ اس سے بالکل نارمل ہو کے بات کرتی اور کبھی تو بس ! خیر بھاڑ میں بھیجو۔روحم نے اِسے بھاڑ میں بھیج تو دیا لیکن سوچوں کے کبوتر اڑتے اڑتے زر کی منڈیر پہ ہی جا کے بیٹھ رہے تھے۔آخر وہ چھوٹی بہن تھی اسکی اور روحم کو اپنی بہن سے بہت پیار تھا چاہے زر کو ہو یا نہ ہو اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔پیار اور محبت کاروبار کی طرح نہیں کیے جاتے کہ کچھ دو تو بدلے میں لو بھی۔یہ کام بے لوث اور بے غرض ہو کر کیے جاتے ہیں جس میں بس دینا ہوتا ہے اور لینے کی کوئی امید نہیں رکھی جاتی۔ویسے بھی محبتیں اپنا نعم البدل نہیں رکھا کرتیں۔

---

www.novelsclubb.com

کہتے ہیں کہ کچھ چیزیں پانے کے لئے ہمیں بہت زیادہ جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور کچھ چیزیں ہمیں باآسانی مل جایا کرتی ہے چاہے خاص ہوں یا عام۔انسانوں کا ایک المیہ ہے کہ جو چیزیں آسانی سے مل جاتی ہیں ان کی قدر نہیں کرتے اور نہ ان پر شکر کرتے ہیں۔اس کے

برعکس جس چیز کے لیے انہیں محنت کرنی پڑے،اس کی بہت قدر کرتے ہیں۔روحم اس کی زندگی میں بہت آسانی سے شامل ہو گئی تھی اور اسے اب اللہ کی طرف سے دیے گئے اس تحفے کی قدر کرنی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جن چیزوں کی قدر نہ کی جائے وہ جلد یا بدیر ہم سے چھن جاتی ہیں۔

وہ ساری فیملی لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔غازیان بھی آیا ہوا تھا اور خوشی سے نہال ہونے کے قریب ہی تھا۔ان کی گفتگو کا مرکز عریش کی شادی تھی۔وہ لوگ ابھی سے تیاریاں شروع کر چکے تھے کیونکہ وقت پلک جھپکتے ہی گزر جاتا ہے اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا۔

عریش ان سب کو باتوں میں مصروف چھوڑ کر اوپر لائبریری میں آگیا۔ابھی وہ کوئی کتاب نکالتا کہ پیچھے سے کسی نے اس کو زور کا دھکا دیا۔

کمینے انسان تجھے سب سے پہلے شادی کے بارے میں مجھے بتانا چاہیے تھا کہ تو شادی کر رہا ہے یہ بتا دیا کہ لڑکی پسند آئی ہے۔شادی کا تیرے چاچا نے بتانا تھا۔یہ بھرم رکھا تو نے دوستی کا" غازیان سب کے سامنے تو اس سے اچھے سے ملا تھا لیکن اب وہ اس کو اپنا غصہ دکھا رہا تھا(یونو روٹھی محبوبہ)۔

کیوں تونے اس کے پاس میرا رشتہ لے کر چلے جانا تھا کیا" عریش بھی کہاں کسی سے کم" تھا

تو کہتا تو وہ بھی کر لیتا لیکن تونے بتانا ہی گوارا نہیں کیا بس بیٹا دیکھ لی تیری دوستی" غازیان" نے آنکھوں میں نہ ہونے والے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ بس اس کی ایکٹنگ کو دیکھتا رہ گیا

چل بیٹا بس اتنا نہیں روتے مری میں سیلاب آجائے گا اور میں شادی سے پہلے مرنا نہیں" چاہتا" کوئی اسے دیکھتا تو یقین نہ کرتا کہ یہ وہی سنجیدہ مزاج اور خاموش طبع عریش ہے

اوہو بڑی جلدی ہے شادی کی پہلے تو موصوف کو اس قسم کی کوئی بات نہیں آتی تھی آخر" "اس تبدیلی کی وجہ؟

"کوئی وجہ نہیں ہے اور اب میرا دماغ کھانا بند کر"

چل بچے تو ابھی سے ہی بدل گیا لوگ تو شادی کے بعد بدلتے ہیں" غازیان کی ایکٹنگ" ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی۔

وہ لوگ ایسے ہی باتیں کرتے رہے تو باتوں باتوں میں ہی غازیان نے اسے گلے سے لگا کر مبارکباد دی۔ یہ سچ تھا کہ وہ اپنے دوست کے لئے بہت خوش تھا۔

بہت مبارک ہو پیارے اللہ تجھے ہمیشہ خوش رکھے "غازیان نے کہا تو عریش نے" مسکراہٹ کے ساتھ اس کی مبارکباد وصول کی۔

دوست اللہ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت اور نعمت ہوتے ہیں۔ ایک اچھے دوست کا زندگی میں ہونا آپ کو بہت پر سکون رکھتا ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہوتا ہے جب کوئی ساتھ نہیں ہو گا تو وہ آپ کے ساتھ ضرور ہو گا اور یہ سوچ ہی آپ کو خوش کر دیتی ہے۔ انتخاب ہمارا اپنا ہوتا ہے قدر کرنے کا بھی اور ناقدری کرنے کا بھی۔ ہماری زندگی کی بہت سی چیزیں ہمارے اپنے کیے گئے انتخابات (چناؤ) کا پیش خیمہ ہی ہوتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

ـــ

ـــــــــ

ہر غلط کام پر اس دل نے ابھارا ہم کو

اس پہ دیتا ہے یہ الزام بھی سارا ہم کو

کچھ لوگ عجیب ہوتے ہیں اور کچھ عجیب ترین۔ زرکا تعلق دوسری کیٹیگری کے لوگوں سے تھا۔ وہ اپنی دنیا میں مگن رہنا چاہتی تھی جہاں کوئی روک ٹوک کوئی ی پابندی اور اصول وضوابط نہ ہوں۔ ابھی بھی وہ ارتضیٰ کے ساتھ پارٹی میں جارہی تھی۔ گھر والوں کو نہ جانے اس نے کیا جھوٹ بولا تھا۔ وہ لوگ ایک کلب کے باہر رکے اور کار پارک کرنے کے بعد اندر چلے گئے۔ ہمارے کچھ قدم ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں بربادی کی طرف لے کر جارہے ہوتے ہیں اور ہم اس بات سے انجان ہوتے ہیں کیونکہ اگر ہم جانتے ہوتے تو اپنی ہی بربادی کی طرف کیوں جاتے؟ زرشہ کا اٹھنے والا ایک ایک قدم اسے بربادی کی طرف گھسیٹے جارہا تھا اور وہ ارتضیٰ سے باتوں میں لگی آنے والے وقت سے بے خبر چلے جارہی تھی۔ وہ لوگ اندر جا کے بار کے ساتھ لگے صوفوں پر بیٹھ گئے اور ارتضیٰ نے ڈرنک آرڈر کر دی۔

ارتضیٰ تمہیں پتا ہے میں ڈرنک نہیں کرتی پھر کیوں منگوائی ہے" ذر نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کہا

میری جان سافٹ ڈرنک منگوائی ہے تم کیوں پریشان ہو جاتی ہوں" اس کی بات سن کر زر کے چہرے کے تاثرات ڈھیلے پڑے

ویٹر نے ان دونوں کو دو گلاس لا کر دیے جسے وہ اٹھا کر پینے لگے۔ زر نے پہلا ٹیسٹ لیا تو اسے اس کا ٹیسٹ عجیب سا لگا پر پھر وہ سارا گلاس پی گئی۔ اس دورانیے میں ارتضیٰ عجیب نظروں سے اسے دیکھتا رہا اور جیسے ہی اس نے گلاس میں موجود ڈرنک مکمل پی لی ارتضیٰ کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھری تھی جو فلوقت زرشہ دیکھنے سے قاصر تھی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ زر کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بے ہوش ہو گئی اس کے بے ہوش ہوتے ہی ارتضیٰ نے اسے اٹھایا اور کلب کے ایک روم میں لا کر اس کی زندگی، اس کی عزت کو برباد کر دیا اور پھر وہاں سے چلا گیا کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔

جب زر کی آنکھ کھلی تو اپنی حالت دیکھ کر اس کا دل کیا چیخ چیخ کے روئے اپنے آپ پہ ماتم کرے لیکن وہ کچھ نہیں کر سکی۔ گھنٹوں وہ وہاں بیٹھی روتی رہی تھی۔ وہ جتنی براڈ مائنڈ سہی لیکن ہر لڑکی کی طرح اپنی عزت اسے بھی پیاری تھی۔ اور آج جب وہ اپنا آپ کھوئے یہاں بیٹھی تھی تو اسے لگ رہا تھا اس کا دل، دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔

ہائی وڈئی یریوار تضیٰ! تم ایسا کیسے کر سکتے ہو میرے ساتھ میں نے محبت کی تھی تم سے" اعتبار کیا تھا تم پہ اور تم نے سب کچھ خاک میں ملا دیا" وہ چیخ چیخ کے اپنے اندر کا غبار نکال رہی تھی ایسے جیسے ارتضیٰ سامنے بیٹھا اسے سن رہا ہو۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اور تمہارے کیے کا بدلہ تم سے ایک دن ضرور لیا" جائے گا" وہ بار بار اس کا نمبر ملا رہی تھی جو بند جا رہا تھا۔ وہ روتے ہوئے بیڈ سے اٹھی اپنا حلیہ درست کر کے وہاں سے گھر آئی رات کے تقریباً دو بج رہے تھے۔ اور یہ اس کی خوش نصیبی ہی تھی کہ سب سو رہے تھے ورنہ اس وقت وہ اس پوزیشن میں نہیں تھی کسی کے سوالوں کے جواب دیتی۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں آئی اور پھوٹ پھوٹ کر اپنی قسمت پہ رو دی۔ اسے آج سب یاد آ رہا تھا روحم کا سمجھانا، اس کا نصیحتیں کرنا، اس کا روکنا ٹوکنا۔

www.novelsclubb.com

سب کچھ! لیکن اب کیا فائدہ تھا ان باتوں کے یاد کرنے کا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ وہ فرش پہ ہی روتے روتے لیٹ گئی اور کب اس کی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں لگا۔

جاری ہے_ _

_ _ _

#ناولٹ_چناؤ#

#بقلم_یسریٰ_کنول#

#قسط_نمبر_11#

#Long_Episode

www.novelsclubb.com

یوں تو ہر روز ہی سورج نکلتا ہے صبح ہوتی ہے اور آسمان رنگ بدلتا ہے لیکن آج کے سورج کا نکلنا، آسمان کا رنگ بدلنا کسی کی زندگی کے رنگوں کو بھی بدل گیا تھا بلکہ یہ کہنا ٹھیک رہے گا کہ اس کی زندگی کے تو رنگ ہی چھن گئے تھے۔

اس کی آنکھیں کھلیں تو خود کو فرش پہ سویا دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ کیسے نرم گرم بستر پر سونے والی کو آج فرش پہ نیند آ گئی تھی۔ اس کے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا، تکلیف میں تھا لیکن اذیت تو یہ تھی کہ وہ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی تھی فریش ہو کر وہ کمرے سے باہر گئی تو روحم لاؤنج میں لگے سوفوں میں سے ایک پہ بیٹھی نظر آئی۔ وہ اس کے سامنے والے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔

ماما زر بھی آ گئی ہے اس کا ناشتہ بھی لے آئی یے گا" روحم نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا اور ایک دم سے وہ پریشان ہو گئی

زر تمہیں کیا ہوا ہے تمہاری آنکھیں اتنی زیادہ ریڈ کیوں ہو رہی ہیں اور چہرہ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا" روحم نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ اس سے پہلے کہاں دیکھی تھی اس کی ایسی حالت

www.novelsclubb.com

کچھ نہیں بس کل رات سے بخار ہو رہا ہے اور سر میں درد بھی ہے "بدلے بدلے سے" لہجے میں اس نے بات بنا دی

بخار ہو رہا ہے تو بچے بتانا چاہیے تھا نہ روح آپ جاؤ اس کے لیے دوائی لے کر آؤ جلدی"""

حائمہ بھی وہاں آچکی تھی اور بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر ان کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا

جی ماما آپ اسے ناشتہ کروائیں میں تب تک میڈیسن لاتی ہوں"روحم کہتی وہاں سے اپنے روم میں چلی گئی

کچھ دیر بعد روحم نے اسے میڈیسن دی اور انجیکشن لگا کر آرام کرنے کا کہا اور خود ہاسپٹل کے لیے نکل گئی۔ پیچھے زر کو ایک بار پھر پچھتاوؤں نے آن گھیرا تھا۔آج جب نفرت کی پٹی اس کی آنکھوں سے ہٹی تھی تو اسے روحم کی محبت نظر آرہی تھی جسے وہ سالوں سے نظرانداز کرتی آئی تھی۔

تھک کے گرتے ہیں تو احساس تبھی ہوتا ہے

زندگی ایک مسافت کے سوا کچھ بھی نہیں

www.novelsclubb.com

———————————————————————————

————

میں اپنی زندگی میں بے چین رہتا تھا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی مجھے کسی چیز کی کمی" محسوس ہوتی تھی۔ جیسے آپ کے جسم کے تمام اعضاء موجود ہیں اور کوئی ایک نہیں ہے تو آپ باقی سب کے ہونے کو محسوس نہیں کرو گے بلکہ جو نہیں ہے اس کے نہ ہونے کا دکھ ہو گا۔ بالکل ایسا ہی میرے ساتھ بھی ہوتا تھا لیکن میں نے کسی غلط راستے کا انتخاب نہیں کیا۔ اپنی بے چینی کو دنیاوی لذتوں سے ختم نہیں کیا۔ میں نے بس انتظار کیا بہترین کے مل جانے کا۔ انتظار کرنا، صبر کرنا یہ سب مشکل ضرور ہوتا ہے لیکن ناممکن نہیں جب آپ اپنا دھیان اللہ کی طرف رکھتے ہیں اور اس سے بہترین طلب کرتے ہیں تو وہ آپ کو ایسی جگہ سے نوازتا ہے جہاں سے آپ کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اپنے معاملات کو اللہ پر چھوڑ دینا ہی سب سے زیادہ عقلمندی کا کام ہوتا ہے۔ آپ محنت کریں، کوشش بھی کریں لیکن جب سمجھ آجائے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے تو اللہ پر چھوڑ دیں۔ میں اپنی پریشانی کو خود سے ختم نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے اللہ سے کہا کہ اللہ آپ دیکھ رہے ہیں نہ مجھے ، مجھے سکون دے دیں۔

اسلام آباد جانا اور وہاں روحم کا مل جانا قسمت کا لکھا تھا اور میں شکر کرتا ہوں قسمت لکھنے والے کا جس نے مجھے واقعی بہترین سے نوازا ہے۔ روحم کو دیکھ کر جو کشش مجھے محسوس

ہوئی ی وہ اس سے پہلے کبھی کسی کے لئے نہیں ہوئی۔ میں نے اپنے احساسات کو گناہ میں تبدیل ہونے نہیں دیا کیونکہ میں جانتا ہوں پسند کا رشتہ ہو یا محبت کا نکاح کے بغیر سب ادھورے ہیں اور گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ محبت پہ انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔ صحیح کہتے ہیں! میں مانتا ہوں۔ لیکن نکاح کرنے پہ تو اختیار ہوتا ہے نہ۔ تو اپنی محبت کو ایک پاک صاف رشتے میں باندھو۔ کیوں خود بھی خوار ہونا اور دوسروں کو بھی کرنا۔ محبت عزت دینے کا نام ہے۔ اور عزت نکاح جیسے پیارے رشتے میں ہی ہے۔ کاش یہ باتیں کوئی آج کے نوجوانوں کو سمجھائے جو اپنی زندگی خراب کرنے میں لگے ہیں۔ خیر چھوڑو میں خوش ہوں کہ جلد میں اپنی محبت سے اس رشتے میں جڑنے والا ہوں" رائٹنگ ٹیبل پہ بیٹھا عریش اپنی پرسنل ڈائری میں اپنی باتیں لکھ رہا تھا۔ عموماً لکھاریوں کو پرسنل ڈائری لکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے جذبات کو نئے رنگ میں ڈھال کے کہانیوں کا حصہ بنا دیتے ہیں مگر چونکہ عریش الگ تھا سب سے، اس کے کام بھی باکیوں سے کم ہی ملتے تھے۔ اس نے ڈائری بند کر کے سائیڈ ڈرا میں رکھی اور باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

بھئی اب تو لوگوں کی شادی ہو رہی ہے ان کے پاس تو ٹائم ہی نہیں ہوتا کہ ایک عدد "

بھائی ی سے بھی بات کر لیں اس کے پاس ہی بیٹھ جائیں۔ خاصے مغرور ہو گئے ہیں کچھ

لوگ "کچھ لوگوں پر زور دیتے لبنان نے بالکل آنٹیوں کی طرح دہائیاں دی تھیں

چھوٹے بھائی تو جیسے ہمارے انتظار میں آدھے ہو گئے ہیں نہ "عریش نے بھی دوبدو "

جواب دیا

ماما آپ دیکھ رہی ہیں بھائی کو۔ میں بتا رہا ہوں ابھی بھی وقت ہے نہ کریں ان کی شادی۔ "

اِنہوں نے تو ہمیں بھول ہی جانا ہے "پاس سے گزرتی ہاجرہ کو بھی لبنان نے باتوں میں

گھسیٹا

لبنان جب بھی بولنا فضول ہی بولنا۔ کبھی کچھ اچھا بھی کہہ لیا کرو اس منہ سے "ہاجرہ نے "

اس کو سنایا اور وہ بیچارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا

اب تمہارے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی خاصی عزت ہو گئی ہے نہ تمہاری۔ ویسے ایک بات "

"بتاؤں تم آجکل ہر وقت گھر پہ کیوں دکھتے ہو کالج نہیں جا رہے کیا؟

"ہمارا کالج ٹرپ پہ گیا ہوا ہے۔ میرے دل نہیں تھا اس لئے میں نہیں گیا"

حیرت ہے تمہارا دل نہیں تھا لائک سیری ئی سلی !"عریش کو اس کی بات نے سچ میں "
حیران کیا تھا کہ کہا وہ ہر جگہ گھومنے کا شوق تھا اور اب کہہ رہا تھا دل نہیں تھا

ہاں تو انسان ہوں دل بدل بھی سکتا ہے۔آپ بھی تو شادی کر رہے ہیں دل بدلہ ہے اسی "
لیے نہ "لبنان کے جواب تو پھر سب سے الگ ہی ہوتے تھے

یہ تمہیں ہر دوسری بات میں میری شادی کیوں یاد آرہی ہے کہو تو تمہاری بھی کروا "
دیں "

استغفر اللہ مجھے کوئی شوق نہیں اپنی زندگی کی سکھ ختم کرنے کا "اس نے با قاعدہ کانوں کو "
ہاتھ لگا کے کہا

اچھا فضول نہیں بولو جا کے اپنا کام کرو جب دیکھو موبائل یا ٹی وی کے سامنے موصوف "
نظر آرہے ہوتے ہیں "اس کے کہنے پر لبنان اٹھا اور منہ بناتا ہوا چلا گیا۔جانتا تھا نہیں گیا تو
مزید عزت ہو جانی ہے۔

وقت کی رفتار کو جیسے بجلی کی رفتا لگ گئی تھی۔اس کی شادی میں بس ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔مارکیٹ کے چکر لگا کر وہ تنگ آچکی تھی۔ کبھی کسی چیز کو لینے جانا کبھی بدلوانے۔ زرشہ سے ویسے کوئی امید نہیں تھی کام کی اس لیے ماما کے ساتھ سارے کام وہ خود دیکھتی تھی۔

سب کی زندگیوں میں تیزی آگئی تھی لیکن زرشہ کی زندگی جیسے رک سی گئی تھی۔وہ اب نہ زیادہ باہر آتی جاتی تھی نہ گھر میں کسی سے زیادہ بات کرتی بس اپنے کمرے تک محدود رہتی تھی۔اس چیز کو اور کوئی نہیں لیکن روحم بہت محسوس کر رہی تھی۔ کہاں پہلے اس سے گھر میں ٹک کر بیٹھا نہیں جاتا تھا اور اب !اس کے انداز واطوار بھی بہت بدل گئے تھے۔وہ پہلے کی طرح بات بات پہ لڑتی بھی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

روحم نے آج ہاسپٹل سے نکلتے ہوئے سوچ لیا تھا کہ وہ زرشہ سے اس بارے میں ضرور پوچھے گی۔اگر کوئی مسئلہ ہے تو اسے حل کرنے کی کوشش کریں گی۔گھر پہنچ کے فریش

ہونے کے بعد وہ زرشہ کے کمرے میں چلی گئی۔حائمہ مارکیٹ گئی ہوئی تھیں اور سیال صاحب کی اپنی مصروفیات تھیں اسی لیے بس وہ دونوں ہی گھر پہ تھیں۔

السلام علیکم زر کیسی ہو"روحم کو دیکھ کے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور روحم اس کے سامنے ہی بیڈ پر بیٹھ گئی

"وعلیکم السلام ٹھیک ہوں"

زر تم کافی دنوں سے بدلی بدلی سی لگ رہی ہو پہلے جیسی شوخی بالکل ختم ہو گئی ہے تم میں۔" نہ تم اپنے کمرے سے باہر نکلتی ہو نہ کسی سے بات کرتی ہوں۔آخر کیا ہو گیا ہے۔دیکھو میں بڑی بہن ہوں تمہاری تم مجھے بتا سکتی ہو چاہے کوئی بھی بات ہو"روحم فیصلہ کر کے آئی تھی کہ اس سے ڈائریکٹ بات کریں گی۔

اس کے ایسا کرنے پہ زر اس کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔کسی اپنے کا سہارا ملتے ہی وہ ضبط کا دامن کھو بیٹھی تھی۔

"زر کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو مجھے کچھ بتاؤ بھی تو سہی"

www.novelsclubb.com

روح وہ، وہ "اس کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ وہ بہت زیادہ ٹوٹ چکی "
تھی اور اس بات کا اندازہ روحم کو اس کی حالت دیکھ کر ہو گیا تھا۔

روحم اس نے مجھے برباد کر دیا میں نے محبت کی تھی اس سے۔ بدلے میں مجھے کیا ملا یہ "
رسوائی یہ ذلت "اور پھر زر نے روحم کو اپنے اوپر گزری ساری داستان سنادی جسے سن کے
روحم کو لگا اس کا اگلا سانس نہیں آئے گا لیکن زندگی کب کسی کے کہنے پر رکتی ہے یا کچھ سننے
پر۔

روحم اس کی پیٹھ کو سہلا رہی تھی۔ اس کے پاس دلاسہ دینے کے لیے کوئی الفاظ نہیں بچے
تھے۔ اس کی بہن کی زندگی برباد ہو چکی تھی اور وہ لاعلم رہی تھی۔

میں نے تمہیں کتنا سمجھایا تھا زر تم نے میری ایک بھی نہیں سنی "روحم نے بس اتنا کہا اور "
خاموش ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

ٹوٹے ہوئے انسان کو اپنے الفاظوں سے مزید توڑنا نہیں چاہیے یہ سب سے زیادہ اذیت
ناک ہوتا ہے۔

بس چپ ہو جاؤ تمہیں اس بارے میں کسی کو نہیں بتانا اور سب کے ساتھ ویسے ہی رہو" جیسے پہلے رہتی تھیں۔ تمہاری بہن سب سنبھال لے گی" روحم کے نرمی سے سمجھانے پر وہ اس کے گلے لگ کر ایک بار پھر سے رو دی۔

کاش میں نے پہلے اپنی بہن کی بات مانی ہوتی تو آج میرے ساتھ یہ ذلت نہیں ہوتی" زر" صرف سوچ ہی سکی تھی یہ بات کیونکہ زندگی میں جب کاش اور اگر آجائے تو اس کی تکالیف کو ختم کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

وہ جس کے خاطر زمانے بھر کو بنا رہے تھے دشمن اپنا

وہی نہ اپنا اگر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

www.novelsclubb.com

— —

— — — —

افراد ہیں غلط یا غلط ہیں تصورات

یا اس معاشرے ہی کو ڈھالا گیا غلط

وہ ڈائس پر کھڑا تھا اور آج اسے بہت کچھ کہنا تھا خود کو ثابت کرنا تھا۔اسے ثابت کرنا تھا کہ وہ عریش خانزادہ کا بھائی ہے۔اسے اپنا آپ منوانا تھا۔

وہ لبنان خانزادہ جسے سب یونہی ثانوی کردار سمجھتے تھے آج وہ اپنی اہمیت بتانے چلا تھا۔

وائٹ شرٹ کے ساتھ براؤن کوٹ اور براؤن ہی جینس پہنے وہ کالج کا لڑکا نہیں بلکہ کسی بزنس مین کی طرح لگ رہا تھا جو ہر وقت ٹِپ ٹاپ کنڈیشن میں رہتے ہیں۔

حال میں خاموشی چھا گئی تھی کیوں کہ سب حیران تھے سامنے کھڑے لڑکے پہ اور ان سب میں اس کے گھر والے بھی شامل تھے۔یہ ایک Youth Development کا فنکشن تھا جسے وہ لوگ اٹینڈ کرنے آئے تھے پر ان میں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہاں آکر انہیں ایسا کچھ دیکھنے اور سننے کو ملے گا۔

"اسلام علیکم پیارے دوستوں۔میں ! جسے آپ سب لبنان ابراہیم خانزادہ کے نام سے جانتے ہیں آج اپنے خیالات کا آپ سب سے اظہار کرنا چاہتا ہوں۔میں کسی قسم کی اسپیچ

www.novelsclubb.com

لکھ کر نہیں لایا کیونکہ جو باتیں ہم عین وقت اپنے دل سے کرتے ہیں یا کہتے ہیں وہ لکھی گ ئی ی باتوں سے قدرے مختلف ہوتی ہیں۔ جیسے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ایک یوتھ ڈویلپمنٹ پر و گرام ہے تو میں اسی پر بات کرنا چاہوں گا۔

میں نے ایک چیز پر بہت غور کیا اور وہ ہے انسانی سوچ۔

انسانوں کی سوچ دن بہ دن عجیب سے عجیب ترین ہوتی چلی جارہی ہے۔اس کی ایک مثال میرے پاس ہے وہ ہمارے معاشرے کی لڑکیوں کی جو کہتی ہیں میرا جسم میری مرضی۔

ایسی لڑکیوں سے میرا ایک سوال ہے مجھے بتائیں کہ آپ کو کس نے کہا کہ یہ جسم یہ جان آپ کی ہے؟ یہ جسم اس میں موجود روح، روح اور جسم کا ملاپ یعنی ہماری جان یہ کچھ بھی ہمارے نہیں ہے یہ سب ہمارے رب کا ہے وہ جو واحد ہے احد ہے اور معبود ہے۔یہ جسم ہمیں امانت کے طور پر دیا گیا ہے اور امانتوں کو اپنا نہیں کہا جاتا ان کی بس حفاظت کی جاتی ہے انھیں سنبھال کے رکھا جاتا ہے جب تک کہ یہ مالک کے پاس واپس نہ چلی جائے۔

دوسری بات جو میں کرنا چاہوں گا وہ ہے ان لوگوں پر جو خود کو بہت آزاد خیال کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔آزاد خیال ہونا بری بات نہیں ہے لیکن آج کے دور میں لوگوں نے آزاد خیال

ہونے کا مطلب ہی بدل دیا ہے۔آزاد خیالی یہ نہیں کہتی کہ شریعت کے اصولوں کو توڑو، آزاد خیالی یہ نہیں ہوتی کہ آپ کچھ بھی کرتے جاؤ بنا نتیجے کی پرواہ کیے اور آپ کے عمل سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔آزاد خیال بنو لیکن ایک حد تک وہ حد جہاں آپ کا رب آپ سے ناراض نہ ہو۔ہمارے معاشرے کے بگاڑ کا سبب ہی لوگوں کی سوچ میں پلتے غلط عقیدے ہیں۔انسانوں نے خود کو صحیح سے سمجھا ہی نہیں اگر سمجھ جاتے تو ایسے نہ ہوتے۔

ملک کے بچے بچے کو انڈین ایکٹرز کے نام پتہ ہوتے ہیں ہر ایک ڈرامے کا پتا ہوتا ہے لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ بیٹا بتاؤ صدیق اکبر کون تھے تو ان کی زبانوں پر قفل لگ جاتے ہیں کیونکہ ان کے بڑوں نے بتایا ہی نہیں ہوتا کہ بیٹا اصل ہیرو ڈراموں میں آنے والے نہیں بلکہ اصل ہیرو تو یہ سب تھے۔صلاح الدین تھے ہمارے ہیرو جنہوں نے دنیا میں اسلام کے پرچم کو بلند کیا تھا، سلطان نورالدین زنگی تھے ہمارے ہیرو جن کا نام ہمارے بچے جانتے ہی نہیں۔ہمارے بچوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ عمرِ فاروق کا عدل کیسا ہوا کرتا تھا؟ ہمارے بچے ناواقف ہیں عثمانِ غنی کی سخاوت سے، شیر خدا کی بہادری سے۔

www.novelsclubb.com

کارٹون اور فلمیں بچے بڑے شوق سے دیکھتے ہیں اور ہم دکھاتے بھی ہیں لیکن جنگِ بدر، جنگِ احد کیا تھی یہ ہم نے انہیں بتایا ہی نہیں ہمارے بچے لاعلم ہیں غزوہ خندق میں کی گئی اَن تھک محنت سے۔

آج کل کے نوجوانوں کو محبت کا بھوت بہت سوار رہتا ہے لیکن کیا انہیں پتا ہے وہ کیسی محبت تھی جو بلالِ حبشی نے رحمت اللعالمین آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ سے کی تھی اور چلو اسے بھی چھوڑو اس محبت کا علم ہے جو ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنی امت سے کی تھی۔ مجھے بتائے کوئی شخص آگے کہ میں نے فلاں کی محبت میں اتنی رات جاگ کر عبادت کی ہے یا نوافل پڑھے ہیں۔ میں فلاں کی محبت میں ساری رات اپنے رب کے حضور روتا رہا ہوں۔ کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے یہ کیا ہو لیکن ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ایسا کیا تھا وہ روئے تھے ہمارے لئے۔ وہ اپنی امت کے لئے راتوں کو اتنی عبادت کرتے تھے کہ ان کے پاؤں مبارک سوجن کا شکار ہو جایا کرتے تھے۔

انہوں نے ہم سے اتنی محبت کی اور بدلے میں ہم نے کیا کیا ان کے لئے؟ کچھ بھی نہیں کیا ہم نے! ہم دنیا کی رنگینیوں میں گم انہیں بھول بیٹھے۔

www.novelsclubb.com

چلیں یہ باتیں تو تھیں اسلام کی میں دنیا کی بات کرتی ہو۔ ہم سب بڑے شوق سے چودہ اگست کا دن مناتے ہیں۔ ہم دکھاتے ہیں کہ ہمیں پاکستان سے بہت محبت ہے پر کیا صرف محبت کرنا کافی ہوتا ہے؟ محبت کا حق بھی تو ادا کرنا ہوتا ہے جیسے ہم سے پہلوں نے اس کے قائم ہونے کے لئے اپنی جان کی قربانیاں دیں۔ ہم نے اسے قائم رکھنے کے لیے کیا کیا؟ کچھ کیا ہم نے؟ کتنی بار ہم نے اپنے رب کا شکر کیا اس ملک کے لیے؟ کتنی بار اس کی زمین پر اپنی پیشانی کو رکھ کر رب کے حضور جھکے؟ کتنا خیال کیا اس کا؟

صفائی نصف ایمان ہوتی ہے نہ تو کتنا صاف رکھا ہم نے اپنے ملک کو۔ اس میں تعلیم حاصل کر کے اس کو ترقی کی منزل پر پہنچانا ہمارا کام تھا پھر کتنا ہم نے اس پر عمل کیا؟ وہ جو بات کہتے ہیں ”اقبال تیرے ملک کا اقبال کھو گیا“ وہ اسی وجہ سے کہی جاتی ہے کہ ہم اپنی پہچان کھوتے جا رہے ہیں۔ یہ ملک کلمہ حق کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا اور ہم نے اس کلمے کو ہی اپنی زندگیوں سے الگ کر دیا پھر بربادی نے تو ہمارا مقدر بننا ہی تھا"

وہ بولتے بولتے تھک گیا تھا۔ حال میں بالکل سناٹا تھا یوں لگتا تھا کہ کوئی ذی روح یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ بڑے بھائی کے لفظوں کا سحر اور چھوٹے بھائی کے لفظوں کے ساتھ

آواز کا سحر آج ماحول کو جکڑ گیا تھا۔اس کے الفاظ ہر ایک کے دل کی دھڑکنوں کو کسی اور ہی لے پر دھڑکا گئے تھے۔آج اس نے ثابت کر دیا کہ حقیقت کو صرف عریش خانزادہ ہی نہیں بلکہ وہ بھی بیان کر سکتا ہے اپنے طریقے سے اپنے انداز میں۔

اس کی آنکھیں نم تھیں اپنی ہی الفاظوں سے اور سامنے موجود لوگوں کا تو ویسے ہی کوئی حال نہیں رہا تھا۔وہ سب واقف ہو چکے تھے کہ لبنان خانزادہ ایک ہیرا ہے جس کو اگر تراش کے دیکھا جائے تو اس کی چمک دیکھنے والی آنکھوں کو خیرہ کر دے گی۔بالآخر اس نے گردن کو اٹھایا اور اپنی بات کو پھر سے کہنا شروع کیا۔

آخر میں، میں بس اتنا کہنا چاہوں گا جیسے کہ میرے بڑے بھائی کہتے ہیں "

چناؤ یعنی انتخاب آپ کا اپنا ہوتا ہے جیسا بھی آپ بننا چاہیں۔اچھا یا برا ہونا قسمت نہیں آپ کا انتخاب ہوتا ہے۔مجھے سننے کا بہت شکریہ، جزاک اللہُ"

www.novelsclubb.com

اتنا کہتے ہی وہ وہاں سے اترا اور سیدھا باہر چلا گیا۔اسے ابھی اکیلے رہنا تھا دنیا والوں کی نظروں سے دور سکون کے جہاں میں۔

تو یہ تو لبنان خانزادہ کا اس کی زندگی میں چناؤ۔ایک بھائی نے لکھنے کو تو دوسرے بھائی نے بولنے کو چنا تھا۔

جاری ہے_ _

_ _ _

#ناولٹ_چناؤ#

#بقلم_یسریٰ_کنول#

#قسط_نمبر_12#

#Marriage_Ceremony_Special

www.novelsclubb.com

#Last_Episode

سیاہ آسمان پہ چمکتا چاند ہر دیکھنے والی آنکھ کو خوبصورت لگتا ہے۔ باقی سب کے لیے تو چاند آج بھی ویسا ہی تھا جیسا روز ہوتا ہے لیکن دو لوگوں کے لئے آج کا چاند مختلف تھا انہیں چاند عام لوگوں سے زیادہ چمکدار معلوم ہو رہا تھا۔

ایک طرف کار کے کھڑکی سے دیکھتا عریش تو دوسری طرف پارلر میں بیٹھی روحم۔

ایک مہینہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا۔ آج وہ دن آگیا تھا جس کا دو دلوں کو بے صبری سے انتظار تھا۔ روحم پارلر میں بیٹھی تھی وہ زر کا انتظار کر رہی تھی جس نے اسے لینے آنا تھا۔ ریڈ اور سلور کلر کے لہنگے کے ساتھ سلور کلر کا حجاب لیے وہ کسی کی بھی نظروں کا مرکز بن سکتی تھی۔ میک اپ نے اس کے نین نقش کو مزید نکھار دیا تھا۔ اس وقت وہ بیٹھی چاند کو تکتی کسی مصور کا حسین شاہکار معلوم ہو رہی تھی۔

روحم آجاؤ جلدی چلے ہم پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں" زر گھوڑے پہ سوار اسے لینے آئی" تھی۔ آنا تو عریش کو چاہیے تھا گھوڑے پہ سوار ہو کے لیکن آئی ی زر تھی۔

اس کی آواز پر روحم نے چاند سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تو بیساختہ زر کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا۔

ارے واہ بھ ئی ی پارلر والی نے تو ہماری روح کو بدل ہی دیا ہے۔ بیچارے عریش بھائی کا" پتہ نہیں کیا بنے گا" زر پہلے سے کافی زیادہ بدل گئی تھی۔ اس کے اور روحم کے درمیان کی ساری خلش ختم ہو گئی تھی۔

زر نے آج مہرون میکسی پہنی تھی اور بالوں کے ہیئر سٹائل کی بجائے اس نے بھی حجاب ہی کیا تھا۔ زندگی کی ٹھوکریں انسان کو بہت بدل دیتی ہیں۔

ویسے میں پتہ ہے کیا سوچتی ہوں یہ جو دولہے ہوتے ہیں ان کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ ہوتا" ہے نہ۔ لڑکیاں چار پانچ کلو میک اَپ کر کے ان کے سامنے جاتی ہیں پھر جب وہ منہ دھوتی ہونگی تو لڑکے تو سر پکڑ کے ہی بیٹھ جاتے ہونگے" روحم خاموشی سے اس کی بات سن رہی تھی اور وہ بنا بریک کی کار کی طرح بولے چلی جا رہی تھی

"زر اب دیر نہیں ہو رہی؟"

اوہ ہاں سوری میں بھول گ ئی ی تھی وہ کیا ہے نہ زندگی ایک دھوکہ ہے لیکن تمہیں" "دیکھ کے پتا چل گیا زندگی ایک بہت بڑا دھوکہ ہے

وہ دونوں پارلر سے باہر آئی یں اور کار میں بیٹھ کے ہال کی طرف روانہ ہو گ ئی یں۔

www.novelsclubb.com

_ _

عریش والے بھی بس ہال پہنچنے والے تھے۔لبنان کارڈرائیو کر رہا تھا۔اس کے ساتھ عریش بیٹھا تھا پیچھے ابراہیم اور ہاجرہ بیٹھے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھے۔عریش نے آج روحم کے ساتھ کی میچنگ سلور شیر وانی پہنی تھی۔

وہ لوگ حال پہنچے تو ان کا استقبال بہت ہی پیارے انداز میں ہوا۔غازیان اور لبنان نے ایک جیسے ڈریسز پہنے تھے اور وہ دونوں ہی عریش کے دائیں بائیں جانب ایسے چل رہے تھے جیسے پلاننگ کر کے آئے ہوں پہلے سے۔

ملتے جلتے باتیں کرتے وہ وقت آگیا جو اس پورے وقت کے دل کی طرح ہوتا ہے۔سب سے ضروری سب سے اہم۔

روحم ولد سیال مصطفیٰ آپ کا نکاح عریش ولد ابراہیم خانزادہ سے دس لاکھ فی سکہ رائج "الوقت طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"

الفاظ اس کے کانوں میں پڑے اور روح تک میں پیوسط ہو گئے۔ نکاح کے الفاظ میں واقعی بہت طاقت ہوتی ہے ایک بار تو پورے انسان کو ہلا دیتے ہیں۔ آسان تھوڑی ہوتا ہے اپنا آپ، آنے والی ساری زندگی کسی ایک شخص کے نام کرنا کسی کو اپنے جسم و جاں کا مالک بنانا۔ نکاح کے الفاظ جب آپ کہتے ہیں نہ "قبول ہے "تب اس وقت آپ ایک شخص کو ہی نہیں بلکہ اس سے جڑے ہر رشتے کو ہر احساس کو ہر خوشی کو ہر طرح کے حالات سے گزرنے کو زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کو قبول کر رہے ہوتے ہیں۔

قبول ہے "روحم نے بھی ہر بات کو قبول کر لیا تھا۔ کرتی بھی کیوں نہ وہ شخص کبھی اس" کی چاہت ہوا کرتا تھا جو آج محرم میں بدل گیا تھا۔

ایجاب و قبول کے مرحلے کے بعد ان دونوں کو ساتھ اسٹیج پر بٹھا دیا گیا تھا۔ لوگوں نے انہیں بہت سی دعائیں اور تحائف دیے تھے جسے دونوں نے خوبصورت سی مسکان کے ساتھ قبول کر لیا تھا۔ وہ دونوں ساتھ بیٹھے بالکل مکمل معلوم ہو رہے تھے۔ ان کی جوڑی کو دیکھ کر ہر آنکھ میں ستائش ابھر رہی تھی جس پر کچھ لوگ ماشاءاللہ کہہ دیتے تھے تو کچھ جلنے میں ہی پورے تھے۔

www.novelsclubb.com

السلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ "غازیان لبنان کے ساتھ اسٹیج پر آیا تھا اور آتے ہی ادب "کا پیکر بن گیا تھا۔

وعلیکم اسلام "روحم کو بس اتنا کہنا ٹھیک لگا کیونکہ وہ ان میں سے کسی کو بھی ٹھیک سے "جانتی نہیں تھی

بھابی میں ہوں آپ کا بڑا دیور اور یہ ہے آپ کا چھوٹا دیور "غازیان نے اس کی مشکل کو "آسان کر دیا تھا اپنا اور لبنان کا تعارف کروا کے۔

زیادہ بنے نہیں ! دیکھیں بھابی میں ہوں آپ کا سگا دیور اور یہ ہیں سوتیلے "لبنان نے سگے "اور سوتیلے پر زور دیتے تعارف کروانا ضروری سمجھا۔

اس کی بات پر روحم تو خاموش ہی رہی لیکن پاس کھڑی زرشہ نے سوال پوچھ ہی لیا

"مطلب سگے اور سوتیلے کیسے ؟"

میں عرش بھیا کا چھوٹا بھائی ی ہوں اور یہ ان کے دوست ہے جو خود کو بھائی بنانے پر تلے "ہیں "لبنان کی بات سے زر کو یقین ہو گیا کہ سامنے کھڑے دونوں بندے بس کپڑوں کی حد تک ایک جیسے ہیں بنتی و نتی نہیں ہے آپس میں ان کی۔

www.novelsclubb.com

جیسے آپ جناب خود کو مہان بنانے پر تلے ہیں" غازیان نے بھی جگہ کا لحاظ کئے بغیر اسے سنا دیا۔ وہ تو شکر تھا کہ اسٹیج پہ ان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

بھابھی آپ دیکھ لیں ابھی سے یہ جو آپ کے زبردستی کے دیور ہیں یہ بہت تیز ہیں" "سامنے والے کو پاگل کر کے ہی چھوڑتے ہیں اور میں بیچارہ معصوم سا ہوں

ہاں اتنے آپ معصوم! معصومیت کو بھی شرم آگئی ہو گی آپ کی بات سن کر بلکہ ڈوب" مرنے کا دل کیا ہو گا اس کا" غازیان نے آج لڑنے کا پکا ارادہ کیا ہوا تھا۔

زرشہ اور روحم تو ان دونوں کے چہروں کے تاثرات دیکھ رہیں تھیں جن کا بس نہیں چل رہا تھا ایک دوسرے کا کچھ کر دیں۔ ان کی ہمیشہ سے ہی بہت کم بنتی تھی۔

بس کر جاؤ تم دونوں انسان آس پاس بھی نظر دوڑا لیتا ہے جگہ کا خیال کر لیتا ہے۔ ہر جگہ" کو جنگ کا میدان یا آڈیٹوریم نہیں سمجھا جاتا کہ بس الفاظوں کے تیر لو اور شروع ہو جاؤ" ان کی مسلسل چلتی بحث سے تنگ آ کر عریش نے انہیں ٹھنڈا کرنا ضروری سمجھا کیونکہ وہ دونوں تو سب کچھ بھلا کر ایک دوسرے سے لڑنے میں پورے تھے۔

روحم نے عریش کو اس طرح سے بات کرتے پہلی بار دیکھا تھا اس لئے وہ کافی زیادہ حیران تھی۔

ایک تصور ہوتا ہے جو ہم کسی کے لکھے گئے الفاظوں کو پڑھ کر اپنے دماغ میں بنا لیتے ہیں کہ سامنے والا انسان ایسا ہو گا، سیریس ہو گا ہنستا ہی نہیں ہو گا یہ وہ وغیرہ وغیرہ۔ روحم کے دماغ میں بنا عریش کا خاکہ بے حد سنجیدہ تھا اور ابھی جس طرح سے اس نے بات کی تھی اس میں سنجیدگی شامل نہیں تھی۔

اس کے برعکس زرشہ کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ عریش کو جانتی ضرور تھی لیکن بہت اچھے سے نہیں۔ وہ تو بس ابھی سامنے کھڑی مشینوں کو دیکھ رہی تھیں جن کے انجن کو ٹھنڈا کر دیا گیا تھا۔ (لڑنے والی مشینیں!)

وہ سب وہاں سے چلے گئے اور کھانے کے بعد جلد ہی رخصتی بھی کر دی گئی کیونکہ ہوٹل میں کچھ دیر رکنے کے بعد ان لوگوں نے مری کے لیے نکلنا تھا۔ دو دن بعد ولیمے کا فنکشن رکھا گیا تھا تاکہ روحم کی فیملی بھی آرام سے مری پہنچ جائے۔ تھوڑی دیر ہوٹل میں فریش ہو کے وہ لوگ مری کے لیے نکل گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ سفر کا مزہ من پسند شخص کے ساتھ دو بالا ہو جاتا ہے روحم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔ سفر تو اس نے بہت سے کیے تھے لیکن یہ پہلا سفر تھا جسے وہ اپنے پسندیدہ شخص کے ساتھ کر رہی تھی۔

روحم "عریش نے سوچا وہی بات کرے کیونکہ اس کی بیوی کو تو توفیق نہیں ہو گی کچھ کہنے کی

جی "وہ اب بھی اتنا ہی بول پائی تھی"

مجھے بڑی بڑی باتیں کرنی نہیں آتی نہ کسی کی شان میں مجھ سے قصیدے پڑھے جاتے" ہیں۔ میں لکھ تو بہت کچھ دیتا ہوں لیکن بولتا بہت کم ہوں۔ آج بھی آپ سے بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ آپ وہ پہلی لڑکی ہیں جس پہ عریش خانزادہ نے اپنا دل ہار دیا تھا۔ اگر کہا جائے پہلی نظر کی محبت تو غلط نہیں ہو گا۔ میری زندگی میں آکر مجھے مکمل کرنے کا شکریہ روحم عریش خانزادہ "وہ اظہار بھی کتنے پیارے الفاظ کے چناؤ سے کرتا تھا۔

اپنی محبت کا اظہار بھی بیوی کے سامنے ہی کر رہا تھا ورنہ وہ چاہتا تو پہلے بھی اسے بتا سکتا تھا لیکن پہلے کے بتانے اور اب کے بتانے میں فرق تھا۔

دوسری طرف روحم کو تو جیسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ایک وہ وقت تھا جب وہ اس شخص کے لیے اپنے رب کے حضور روئی ی تھی اور ساتھ بیٹھا شخص اس کے وجود سے ہی ناواقف تھا۔اور ایک آج کا وقت تھا جب یہ شخص اس سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے اس کے جواب میں۔الفاظ بہت تھے لیکن ادائیگی مشکل تھی۔

آپ کچھ کہیں گی نہیں۔میں نے پہلی بار کسی لڑکی سے محبت کی اور اظہار بھی کر دیا۔سوچا" نہیں تھا مجھ پہ بھی ایسا وقت آئے گا"وہ جیسے خود پہ حیران تھا۔

وہ دونوں کار میں اکیلے تھے ان کے علاوہ ایک کار اور تھی جس میں ابراہیم ہاجرہ لبنان اور غازیان لوگ تھے۔

میں بس اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہونگی جس نے مجھے آپ جیسے شخص کے ہمسفر کے طور" پر چنا"اس سے جواب پہ عریش کا دل پہلے سے زیادہ خوش ہو گیا تھا۔

جب کوئی شخص خدا کے دربار میں آپ کے ساتھ پہ شکر کرے تو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے آپ کو؟

www.novelsclubb.com

"ایک بات تو ہے آپ صرف دیکھنے میں ہی خوبصورت نہیں ہیں آپ کا دل بھی بہت خوبصورت ہے"

وہ لکھاری تھا جو انسانوں کو منٹوں میں پہچان لیا کرتا تھا اور پھر ساتھ بیٹھی لڑکی سے تو اس کا رشتہ ہی بہت قریبی تھا۔

"اچھا ایک بات بتائیں آپ مجھے کب سے جانتی ہیں؟" عریش کے سوال کا پہلے تو اس کا دل کیا جواب نہ دے لیکن پھر اسے برا نہ لگ جائے یہ سوچ کہ اس نے جواب دے دیا

"میں آپ کو بہت پہلے سے جانتی ہوں مطلب زیادہ نہیں بس ایک لکھاری کی حیثیت سے۔میں نے آپ کی لکھی ہر تحریر کو پڑھا ہے(اور دل میں بسایا ہے)" آخری بات اس نے بس سوچی تھی۔اس کے سامنے کہنے کی ہمت جو نہیں تھی۔

"سچ میں! مجھے لگا آپ کو میری تحریروں کے متعلق پتا نہیں ہوگا" وہ حیران تھا اس کی بات پہ۔کہاں ڈاکٹر پرفیشن اور کہاں ناولز کی دنیا۔دونوں کا ملاپ حیران کن سا تھا۔

ڈاکٹرز اکثر و بیشتر خشک مزاج ہی ہوتے ہیں بہت کم ہوتے ہیں ہنس مکھ اور خوش مزاج۔

بہر حال یونہی باتوں میں سوتے جاگتے کھاتے پیتے ان کا سفر بھی ختم ہو گیا تھا اور وہ مری پہنچ گ ئ ے تھے۔

جنہیں نیند نہیں آتی انہیں ہی معلوم ہے

صبح ہونے میں کتنے زمانے لگتے ہیں

افق پہ ٹمٹماتے ستارے، چار سو اپنی چاندنی بکھیرتا چاند، ادھر سے ادھر رقص کرتی ہوائیں، رات کے پہر چھایا سناٹا، پیڑوں کے پتوں کی سرسراہٹ، ہلکی سی ٹھنڈ کا احساس، بدلہ کچھ بھی نہیں تھا سب ویسا ہی تھا جیسا ہر رات ہوتا ہے لیکن اس پورے منظر نامے میں ایک وجود بھی شامل تھا۔ جو اپنے کمرے کی کھڑکی کے ساتھ کھڑا چاند کو دیکھنے میں محو تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے دماغ میں رات کی سیاہی کو دیکھ کے خوف نہیں ابھرتا تھا بلکہ اسے یہ سیاہی اپنی زندگی کے جیسی لگتی تھی۔اس کی زندگی کو بھی دنیا والوں کی رنگین باتوں نے سیاہ کر دیا تھا۔کوئی اسے کچھ وقت پہلے دیکھتا اور اب دیکھتا تو پتہ چلتا کہ زرشہ سیال بدل گئی تھی وہ پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔زندگی میں ہونے والے حادثات ہمیں بہت بدل دیتے ہیں ہم چاہ کر بھی نارمل نہیں ہو پاتے۔اسے اب راتوں کو نیند بہت کم آیا کرتی تھی۔ایسی ہی تو ایک رات میں اس نے اپنا آپ گنوایا تھا وہ کیسے بھلا سکون سے رہتی۔

تم نے مجھے بہت سمجھایا روحم پر غلطی میری ہی تھی میں وقت پہ تمہاری باتوں کو سمجھ "نہیں سکی۔جب زندگی نے مجھے اچھے اور برے راستے کو چننے کا موقع دیا ہوا تھا تو میں نے برائی کو چنا اور دیکھو اپنا آپ برباد کر لیا۔

میری ذات کا غرور میری محبت سب مجھ سے چھن گیا۔اگر کوئی اب مجھ سے پوچھے کہ مجھے زندگی میں کیا چیز دوبارہ چاہیے تو میں کہوں گی "موقع"۔ایک بار پھر سے سیاہی یا سفیدی میں سے چناؤ کا موقع۔میں ہر لڑکی سے کہنا چاہتی ہوں کہ اپنا آپ سنبھال کے رکھو خود کو دوسروں کے لئے اتنا کمتر نہیں کرو کہ سامنے والا آپ کی ذات کو روندتا چلا جائے۔

www.novelsclubb.com

"میری بہن کی باتیں ٹھیک ہوا کرتی تھیں پر مجھے وقت کے گزرنے کی بات سمجھ آئی ہیں

وہ چاند کو تکتی خیالوں میں روحم سے اور دنیا والوں سے مخاطب تھی۔ وہ پچھتا رہی تھی اپنی پچھلی زندگی کے انتخاب پہ۔ ہم میں سے اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں ماضی میں ہوئی غلطیوں کا روگ لے کر بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے حال اور مستقبل کو بھی خراب کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں۔

(At some point, everything needs to be alone even your past, even your pain)

(کسی وقت، ہر چیز کو تنہا ہونے کی ضرورت ہے یہاں تک کہ آپ کا ماضی، یہاں تک کہ آپ کا درد بھی)

انسان کی زندگی میں یہ مقام لازمی آتا ہے جب وہ اپنے ماضی کی تکلیفوں اور یادوں سے پریشان ہو جاتا ہے۔

اس مقام پہ ہمیں صرف ایک کام کرنا چاہیے ہمیں ماضی کو سوچنا چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کی تکلیفوں کو محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے دیے گئے دکھوں پہ خود کو اداس نہیں ہونے

دینا چاہیے۔اپنی غلطیوں پر خود کو ملامت کرنا چھوڑنا چاہیے۔ماضی کی غلطیوں سے سیکھے گ ئی ے اسباق سے اپنا حال اور مستقبل سدھارنا چاہیے۔بس اتنی سی بات ہے جو ہماری زندگیوں کو بہت حد تک آسان اور پر سکون کر دیتی ہے۔

اگلے دن وہ سبھی مری پہنچ گئے تھے۔زرشہ حائمہ قدیر اور سیال ہوٹل میں ہی رکے تھے۔انہیں مناسب نہیں لگ تھا ابراہیم صاحب کے گھر رکنا جبکہ انہوں نے بہت بار کہا بھی تھا۔آج ولیمہ تھا جو کہ خیریت و عافیت سے انجام پا گیا تھا۔

وہ سب ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔زندگی کے یہ لمحات سب ہی کو بہت اچھے لگتے ہیں۔ن ئی ے رشتوں کا بننا ن ئی ے لوگوں سے ملنا کبھی کسی حسین اتفاق کا ہو جانا۔یہ باتیں زندگی کو نیا رنگ دے دیتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ سب وہیں بیٹھے تھے جب زرشہ اور روحم وہاں سے اٹھ کے کمرے میں آ گئیں۔ کمرے میں آتے ہی زر روحم کے گلے لگ کر رونے لگی تھی۔

"مجھے تمہاری بہت یاد آئے گی روح۔ تم نے اپنی اہمیت کو مجھ پر واضح کر دیا اور دیکھو اب تم مجھ سے دور آ گئی"

"میں دور نہیں آئی میں قریب ہی ہوں ہم ایک دوسرے سے بات کرتے رہا کریں گے کال پہ اور تم ایسے رو رہی ہو جیسے میں تمہیں بالکل چھوڑ چھاڑ کر یہاں آ گئی ہو"

"روح تم بہت اچھی ہو۔ ہو سکے تو میری گزرے رویے کو معاف کر دینا۔ میں نے کبھی تم سے ٹھیک سے بات نہیں کی تھی اور نہ تمہاری بات مانی تبھی تو دیکھو آج اس حال میں ہوں جب اپنے وجود سے بھی مجھے بیزاریت ہوتی ہے افسوس ہوتا ہے مجھے خود پہ"

"زر میری بات غور سے سنو۔ اچھے برے انسان ہم سب کی زندگی میں آتے ہیں اور اچھے برے حالات بھی۔ ان کا روگ لگا کر نہیں بیٹھا جاتا۔ زندگی یونہی گنوانے والی چیز نہیں ہے۔ اسے جیو کھل کے جیو لیکن حد سے تجاوز نہیں کرو۔ جو گزر گیا اسے بھول جاؤ۔ اپنے آج اور کل کے بارے میں سوچو انہیں بہتر بناؤ"

وہ پیار سے اور آسان لفظوں میں اسے زندگی جینا سکھا رہی تھی۔ بہن کا رشتہ کتنا انمول ہوتا ہے سامنے بیٹھی زرشہ کو یہ بات آج سمجھا رہی تھی۔

"میں گزرے وقت کو بھول نہیں پاتی روح۔ میرے دکھوں کی دوا شاید ختم ہو گئی ہے مجھے زندگی انہی اذیتوں کے ساتھ گزارنی پڑے گی" اس کے لہجے میں ناامیدی ہی ناامیدی تھی۔

اک ایسا سفر کروایا زندگی نے

جس میں پاؤں نہیں دل تھک گیا میرا

www.novelsclubb.com

"ایسا نہیں کہتے ذرا اللہ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ ہماری ہر تکلیف سے ہر بات سے واقف ہے وہ عنقریب تمہیں بھی سکون دے دیں گے۔ ناامیدی کفر ہوتی ہے اس لیے آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں سوچنا۔ مجھے دیکھو میں بھی تو نارمل رہتی ہوں نہ جبکہ کتنے لوگوں کو

اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا سے جاتے دیکھتی ہوں۔ایسی ایسی بیماریوں میں لوگ مبتلا

"ہوتے ہیں کہ الامان پر میں خود کو سنبھالے رکھتی ہوں بے سکون نہیں ہونے دیتی

تمہاری اور میری بات الگ ہے روح۔ہم دونوں میں بہت فرق ہے ہم کبھی ایک جیسے "

"نہیں ہو سکتے

میری جان ہم میں صرف ایک چیز کا فرق ہے اور وہ ہے چناؤ کا میں نے اپنی زندگی میں "

_ _ عشقِ حقیقی کا چناؤ کیا تھا تو میرے رب نے مجھے دنیا میں بھی بہترین شخص نواز دیا اور

_"

اور میں نے عشقِ حقیقی پر عشقِ مجازی کو فوقیت دی۔اسی لئے میری زندگی اس موڑ پہ "

آگ ئی ی" زر نے اس کی بات کو خود ہی مکمل کر دیا تھا

تم نے پردے کو چنا تھا روح اور میں نے اسے ٹھکرا دیا تھا۔تم نے عزت کو چنا میں نے "

محبت کو۔تم آخرت کی فکر کرتی رہیں اور میں دنیا کے پیچھے خوار ہو گ ئی ی۔تم نے

انسانوں سے پہلے خدا کو رکھا اور میں انسانوں کے لیے بھاگتی رہی۔ہم میں فرق ہیں روح

"بہت زیادہ فرق۔

روحم بالکل خاموشی سے اس کی باتوں کو سن رہی تھی۔۔وہ چاہتی تھی وہ بولے اپنے اندر کی آواز کو باہر لائے اور زرشہ خیالوں میں گم ہر فرق کو واضح کرتی جارہی تھی۔وہ جیسے روحم سے زیادہ خود کو یہ باتیں باور کروارہی تھی۔

"ٹھیک ہے ہم میں فرق ہے لیکن وقت گزر نہیں گیا ابھی تمہارے پاس موقع ہے خود کو بدلنے کا۔اس لیے اپنے مستقبل کے لئے انتخابات کو درست کرو اور زندگی کو اس کے دینے والے کے مطابق گزارو"

"اس کی بات پر زرنے فقط ہمم پہ اکتفا کیا۔وہ ارادہ کر چکی تھی کہ وہ خود کو بدلنے کی پوری کوشش کرے گی۔

مشکل تھا اسے اپنی راہ پہ لانا مگر

تھا بعد میں خلوص،تو وہ مان بھی گیا

_ _

www.novelsclubb.com

ہواؤں کے مزاج پہلے سے زیادہ خشک اور سرد ہو چلے تھے۔ ٹھنڈ کا احساس بھی بڑھ گیا تھا۔ سیاہ تھال پہ چمکتا سفید موتی اپنے آس پاس بکھرے موتیوں کی چمک کو ماند کر گیا تھا۔ ستاروں کو بھی اس کی قسمت پر رشک آتا تھا کہ وہ ایک اکیلا ہو کر بھی ان سے زیادہ واضح تھا۔ اس کے سامنے بیچارے ستاروں کو کون پوچھتا تھا۔

ایک انسان ہماری زندگی میں بالکل چاند کی مانند ہوتا ہے جو ستاروں کے ہجوم میں بھی سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی نظروں کا مرکز ہوتا ہے۔ عیش خانزادہ کئی لوگوں کی زندگیوں میں چاند کے مترادف تھا۔ چاند کی چاندنی اور عریش کے الفاظ انہیں مرکز بنائے ہوئے تھے۔ ابھی وہ اسے چاندنی کے سائے تلے بالکونی میں لگائے ٹیبل پر بیٹھا تھا۔ سردی کی وجہ سے جیکٹ زیب تن کر رکھی تھی۔ سامنے رکھے ٹیبل پر ایک ٹیبل ٹارچ جل رہی تھی اور عریش کتاب پہ جھکا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔

www.novelsclubb.com

میں آج اپنی کتاب کا اختتام لکھ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے اس سے کیا سیکھا" ہے کیا نہیں۔ لیکن امید کرتا ہوں کہ جو کچھ سیکھا ہے اس پہ عمل ضرور کریں گے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد لوگوں کی زندگی کو سہل کرنا تھا۔ وہ لوگ جو راستے سے بھٹک جاتے

ہیں انہیں اس بات کا احساس دلانا تھا کہ وہ غلط راہ پہ ہیں۔ زندگی شطرنج کی بچھائی ی گئی بساط کی طرح ہوتی ہے اگر شطرنج کے کھیل میں آپ اپنے موو سے پہلے سوچے سمجھے بغیر چال چل دیں تو ہار آپ کا مقدر بن سکتی ہے۔ اسی طرح زندگی میں کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے سوچیں غور کریں کہ آپ کا انتخاب آپ کا موو ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ جیسے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے ویسے ہی زندگی کا دارومدار آپ کی انتخابات پہ ہوتا ہے۔ جس چیز کو آپ اپنے لئے چن رہے ہیں یا اپنی زندگی میں شامل کر رہے ہیں دیکھا کریں وہ آپ کے لیے بہتر بھی ہے یا نہیں۔

اللہ تعالی نے ہم پر نیکی اور بدی کا فرق بہت واضح کر دیا ہے مگر پھر بھی کچھ لوگ بدی کا راستہ اختیار کر جاتے ہیں اور زندگی کی کھائیوں میں گر جاتے ہیں۔ جہاں سوائے اندھیرے کے کچھ نہیں ملتا۔ صراطِ مستقیم اور صراطِ شیاطین، ان سے ہمیں آگاہی ہے پر جانتے بوجھتے ہوئے بھی ہم شیطانی راہوں کے مسافر بن جاتے ہیں اور اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

ایک بات ہمیشہ یادرکھئے گا ہر بار قسمت ہمارے ساتھ برا نہیں کرتی۔ جو ہم کہتے ہیں نہ کہ قسمت میں ایسے ہی لکھا تھا۔ ہر بار قسمت کا لکھا نہیں ہوتا ہماری کیے گئے عمل بھی پلٹ کے آسکتے ہیں۔ جس کام کو آپ اپنے لئے منتخب کررہے ہیں اس کا رزلٹ آپ کو بری صورت میں بھی مل سکتا ہے۔ ہمیشہ قسمت ہی نہیں کبھی ہم بھی خود کے ساتھ زیادتی کر دیتے ہیں لیکن ہمیں وقت کے گزرنے کے بعد اس بات کا احساس ہوتا ہے۔

ہم انسان خود کے لئے خود ہی مشکل اور خود ہی آسانی پیدا کرتے ہیں اپنے اعمال کے ذریعے۔ ایک آخری اور ضروری بات، وقت کا محور سیدھی لائن نہیں بلکہ ایک گول دائرہ ہوتا ہے۔ آج جس چیز کو جس کام کو یا جس شخص کو آپ اپنے لئے چنتے ہیں وہ آپ کس ساتھ ہوتا ہے پر کل، وقت کے اس دائرے میں گھوم کے وہ آپ کے سامنے سے آئے گا تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ میرا کیا گیا چناؤ درست تھا یا نہیں۔ اور اس وقت صرف ایک کام کرنے کو رہ جاتا ہے "پچھتاوہ" بس!۔ خود کے لئے پچھتاوے اور کاش کا انتخاب کرنے سے بہتر ہے اپنے آج میں ہی خود کو سنوال لیں۔

"میری زندگی بہت حسین ہے آج کیونکہ گزرے وقت میں میرے انتخاب بہترین تھے

اور پلٹ کے آتے ہیں اعمال ہمارے ایک دن

جب ہم بے خبری کی آغوش میں ہوتے ہیں

بے خبری بھی نعمت ہوتی ہے

ہم نے سنا تھا، آج ہم جان گ ئ ے

اور کہتے ہیں نہ جان گ ئ ے تو جان سے گ ئ ے

ہم نے گزارہ تھا وقت کو اپنی مرضی کے مطابق

آج جب اس نے پلٹا کھایا!

آج مرضی نہیں رہی، آج موقع نہیں رہا

www.novelsclubb.com

خود کو بدلنے کا، اپنے چناؤ کو بدلنے کا

اب ہر طرف اک ہی آواز گونجتی ہے

اے کاش!!!..................

اے کاش ہم نے وہ کام نہ کیا ہوتا

اے کاش ہم نے خود کو سنبھالا ہوتا

پچھتاوے ہماری ذات سے

کسی آسیب کی طرح ہیں لپٹے گ ئی ے

وقت کو بدلا نہیں جا سکتا کیا؟

ماضی کو پھر سے لایا نہیں جا سکتا کیا؟

سوال ایسے ہی کچھ ذہن میں گردش کرتے ہیں

.............مگر آواز آتی ہے

!اب کچھ ہو نہیں سکتا

جو وقت گزر جائے وہ واپس آ نہیں سکتا

ایک بات جانی ہے میں نے اے زندگی تجھ سے

تو خود سے کچھ نہیں ہے، فقط

www.novelsclubb.com

میرے انتخاب کا محور ہے

ختم شد

www.novelsclubb.com